عنبر ناگ ماریا
آدم خور وحشی (قسط نمبر ۱۸)
(اے حمید)

فہرست

سنو پیارے بچو!

عنبر کے ساتھ ساتھ ہاتھ پیر والے بھوت کا مقابلہ ہوتا ہے سانپ ناگ نے بھوت پر حملہ کر کے اسے بڑی مشکل سے ہلاک کیا اور ماریا کی تلاش شروع کر دی مگر ماریا کو جادو کے زور سے بکری بنا کر ایک گڑھے میں قید کر رکھا ہے۔

یہاں عنبر کا مقابلہ ان آدم خور وحشیوں سے ہوتا ہے جو عنبر کو پکڑ کر جھونپڑی میں ڈال لیتے ہیں اگلے روز اس کو بھون کر کھانے کی تیاریاں شروع ہو جاتی ہیں۔

ناگ مر گیا؟

نوکیلے چٹانوں والے ویران قلعے میں خوفناک بلا عنبر کے سامنے کھڑی تھی اس کے ساتوں ہاتھ پیر پھیلے ہوئے تھے اور اس کے بھیانک دانتوں والے ڈراؤنے منہ کے اندر سے آگ کے شعلے باہر کو لپک رہے تھے ایسے لگتا تھا جیسے اس کی زبانیں شعلے بن کر لہرا رہی ہوں۔

عنبر کو یہ تو خبر تھی کہ وہ مرے گا نہیں چاہے بھوت اور بلا جو کچھ بھی کرے مگر وہ بھوت کو ہلاک بھی کرنا چاہتا تھا جو اسے بہرام جن کی مدد کے بغیر مشکل نظر آتا تھا۔

عنبر بہرام جن سے مدد نہیں لینا چاہتا تھا اس لئے کہ وہ اپنی کمزوری بہرام جن پر ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا اس کی ہمیشہ سے یہی کوشش رہی تھی کہ وہ ہر مصیبت کا مقابلہ خود کرے اور ڈٹ کر مقابلہ کرے کنیز کی روح یا بہرام جن سے وہ وہاں مدد لیتا تھا جہاں وہ ہر طرف سے نا امید ہو جائے پس عنبر نے یہاں بھی اکیلے ہی بھوت کا مقابلہ کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

ناگ ایک زہریلے سانپ کے روپ میں بھوت کے عقب میں پہنچ گیا تھا وہ بھوت پر حملہ کرتے گھبرا رہا تھا اسے خطرہ تھا کہ اگر بھوت نے پلٹ کر اسے پکڑ لیا تو وہ اسے مروڑ کر کچل کر دے گا اور ناگ تو مر بھی سکتا تھا عنبر کی طرح اس میں اتنی طاقت نہیں تھی کہ ہمیشہ زندہ رہ سکے پھر بھی وہ حملہ ضرور کرنا چاہتا تھا وہ ایک طرف ہٹ کر اس فکر میں پڑ گیا کہ حملہ کرے تو کہاں سے کرے۔؟

بھوت عنبر کی طرف بڑھا، اس نے عنبر کو دیکھ لیا تھا اس نے ایک بھیانک چیخ ماری یہ چیخ پہلے کی طرح بے حد اونچی اور ڈرا دینے والی

تھی سارے پہاڑ اس آواز سے لرز اٹھے مگر عنبر اپنی جگہ پر قائم رہا بھوت یہ چاہتا تھا کہ کسی طرح عنبر کو ڈرا کر بے ہوش کر دیا جائے اور پھر اسے قتل کر کے لاش دریا میں پھینک دی جائے مگر عنبر اپنی جگہ پر چٹان کی طرح مضبوطی سے کھڑا تھا اور بھوت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھ رہا تھا بھوت کی بڑی بڑی سرخ آنکھوں میں جیسے پہاڑوں کا لاوا ابل رہا تھا روشنی اور گرم سورج کی لہروں کا دریا اچھل رہا تھا ان آنکھوں میں بے حد ڈراؤنی کشش تھی بھوت کی آنکھوں میں آج تک کوئی آنکھیں ڈال کر نہ دیکھ سکا تھا اس کی پہلی شکست تو یہی ہو گئی تھی کہ عنبر اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھ رہا تھا۔

عنبر نے بلند آواز سے ناگ کو کہا۔

ناگ تم جہاں بھی ہو میری ایک بات غور سے سنو اس بھوت کی گردن پر پوری طاقت اور پورے زہر کے ساتھ حملہ کرنا اس کی گردن سب سے نازک حصہ ہے۔

ناگ نے عنبر کی بات سن لی تھی بھوت نے بھی یہ آواز سن لی تھی اور وہ زیادہ غضب ناک ہو گیا زیادہ غصے کے ساتھ عنبر پر حملہ کرنے آگے بڑھا وہ بہت اونچا لمبا اور چوڑا چکلا تھا اس کا ایک ہاتھ بڑے زور کے ساتھ عنبر کی طرف آیا عنبر جلدی سے ایک طرف ہٹ گیا بھوت کے ہاتھ کی ضرب نے چٹان کو دو ٹکڑے کر دیا وار خالی جاتا دیکھ کر بھوت نے دوبارہ عنبر پر حملہ کیا عنبر پھر بچ گیا وہ بڑا حیران تھا کہ سانپ کہاں ہے اور کیا کر رہا ہے وہ بھوت کی گردن پر کاٹتا کیوں نہیں۔ اس نے دوبارہ ناگ کو آواز دی۔

ناگ تم حملہ کیوں نہیں کرتے کس بات کا انتظار کر رہے ہو؟ ناگ نے عنبر کی آواز سنی تو چوکس ہو کر آگے بڑھا اصل میں وہ بھوت پر حملہ کرتے ہوئے ڈر رہا تھا زندگی میں پہلی بار اسے خوف محسوس ہونے

لگا تھا اس کو جانے کیوں یقین سا ہو گیا تھا کہ اگر اس نے بھوت پر حملہ کر دیا تو بھوت اسے زندہ نہیں چھوڑے گا لیکن ادھر اس کے دوست عنبر کی آواز بار بار اسے مجبور کر رہی تھی کہ وہ بھوت کا مقابلہ کرے۔

چنانچہ سانپ اپنی جگہ سے ہلا اور اس نے زمین پر دبے دبے بھوت کی طرف رینگنا شروع کر دیا بھوت اس وقت عنبر کو اپنی مٹھی میں پھانسنے کی کوشش کر رہا تھا اور عنبر ادھر سے اُدھر بھاگ کر اس کے حملوں سے بچ رہا تھا سانپ نے پیچھے سے جا کر اپنا پھن پھیلایا اور اچھل کر بھوت کی پیٹھ پر سوار ہو گیا اس نے بھوت کی پیٹھ پر سے اوپر کی طرف رینگنا شروع کر دیا بھوت کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کی پیٹھ پر کوئی چیونٹی رینگ رہی ہے اس نے کوئی خیال نہ کیا اور زمین پر سے ایک بھاری بھر کم پتھر اٹھا کر عنبر کے سر پر دے مارا پتھر عنبر کے سر پر لگا اور دو ٹکڑے ہو کر گر پڑا بھوت ایک دم ٹھٹھک کر کھڑا ہو گیا۔

اس نے بڑے غور سے عنبر کو دیکھا وہ اپنی زندگی میں پہلی بار ایک ایسے انسان کو دیکھ رہا تھا جس کے اندر اتنی طاقت تھی کہ وہ پہاڑ ایسے پتھر کو دو ٹکڑے کر دے اور اس کے سر سے لہو کا ایک قطرہ بھی نہ نکلے وہ اب زیادہ غصے کے ساتھ عنبر پر حملے کرنے لگا اس نے بڑی بڑی چٹانوں کو اکھاڑ کر عنبر کے ارد گرد پھینکنا شروع کر دیا عنبر بچ کر کہاں جاتا کبھی وہ ادھر ہوتا کبھی اُدھر ہوتا۔ یہاں تک کہ اس کے چاروں طرف چٹانیں کھڑی ہو گئیں اور وہ اس کے اندر قید ہو گیا۔

اس پر بھوت خوفناک قہقہہ لگا کر ہنسا۔ زمین تھرتھرا گئی اس وقت سانپ بھوت کی گردن پر پہنچ چکا تھا سانپ نے آؤ دیکھا نہ تاؤ فوراً بھوت کی گردن پر اپنے دانت گاڑ کر اپنا سارا زہر بھوت کے جسم میں داخل کر دیا بھوت کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کی گردن پر چیونٹی نے کاٹ لیا ہو اس نے ایک ہاتھ اوپر اٹھا کر گردن پر ملا تو اسکے ہاتھ میں

سانپ آ گیا بھوت نے غصے میں سانپ کو دونوں ہاتھوں میں لے کر
اس کے چھ سات ٹکڑے کر دیے اور پرے پھینک دیا عنبر نے بھوت کو
سانپ کے ٹکڑے ٹکڑے کرتے دیکھا تو وہ کانپ اٹھا۔
جو نہیں ہونا چاہیے تھا وہ ہو گیا تھا۔
اسکا پیارا اور وفادار دوست مر گیا تھا عنبر کی آنکھوں میں خون اتر آیا اس
نے فیصلہ کر لیا کہ اب وہ اس بھوت کو زندہ نہیں چھوڑے گا اس نے
آنکھیں بند کر کے بہرام جن کو آواز دی۔
بہرام! تم جہاں کہیں بھی ہو، میری مدد کو آؤ۔
اس وقت بہرام جن تبت کی برف پوش پہاڑیوں کے اوپر چین کے
ملک کی طرف اڑا جا رہا تھا اس نے اپنے دوست عنبر کی آواز سنی تو وہیں
سے واپس مڑ گیا وہ سمجھ گیا کہ عنبر نے اسے یونہی نہیں بلایا وہ ضرور کسی
ایسی مصیبت میں پھنس گیا ہے جس نے اسے بے بس کر دیا ہے ایک

پل کے اندر اندر ہوا میں اڑتا ہوا بہرام جن وہاں پہنچ گیا اس نے کیا
دیکھا کہ عنبر چٹانوں کی چاردیواری میں قید ہے اور ایک سات ہاتھ اور
سات پاؤں والا اونچا لمبا بھوت اسے ہلاک کرنے کی کوشش کر رہا
ہے۔ بہرام جن نے اپنے دوست کو بے بسی کی حالت میں دیکھا تو اس
کی آنکھوں میں خون اتر آیا اس نے گرجدار آواز میں پوچھا۔؟
عنبر! کیا حکم ہے میرے دوست؟ میرے آقا۔
عنبر اپنے دوست ناگ کی موت پر بے حد غم زدہ تھا اس نے کہا۔
بہرام! اس بھوت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دو، اسی طرح جس طرح اس نے
میرے پیارے دوست کو ٹکڑے ٹکڑے کیا ہے۔
جو حکم میرے آقا۔
بہرام اتنا کہہ کر بھوت کی طرف بڑھا بھوت نے بھی بہرام جن کی
آواز سن لی تھی مگر وہ اسے کہیں دکھائی نہیں دے رہا تھا اتنے میں ایک

جگہ سے بہت بڑا درخت اپنے آپ اپنی جڑوں پر سے اکھڑا اور بھوت کے سر پر بڑے زور سے آ لگا بھوت ذرا لڑکھڑایا وہ سمجھ گیا کہ اس کا مقابلہ کسی طاقت ور جن سے پڑ گیا ہے بھوت بھی ایک دم غائب ہو گیا اب حالت یہ تھی کہ بہرام جن تو بھوت کو غائب ہونے کے باوجود دیکھ رہا تھا مگر بھوت بہرام کو نہ دیکھ سکتا تھا۔

بہرام جن نے دونوں ہاتھوں سے بھوت کو اٹھا کر زمین پر پٹخ دیا ایک دھماکہ بلند ہوا جیسے کسی نے بہت بڑے پہاڑ کو اپنی جگہ سے اکھاڑ کر پتھروں پر مار دیا ہو بھوت کے دو پاؤں ٹوٹ گئے اس نے بڑے زور سے چیخ ماری اور جن پر پتھروں کی بارش شروع کر دی لیکن بہرام جن اس بھوت سے زیادہ طاقت ور تھا اس نے بھوت کو ایک بار پھر اپنے ہاتھوں پر اٹھایا اور اس دفعہ پوری قوت کے ساتھ ایک نوکیلی چٹان کے اوپر دے مارا چٹان کی نوک بھوت کے سینے میں آر پار ہو گئی اور وہاں خون کا دریا بہنے لگا بہرام جن نے دوسری چٹان اکھاڑ کر دونوں ہاتھوں پر اٹھائی اور بھوت کے سر پر مار مار کر اس کا سر کچل دیا بھوت کے منہ سے ایک آخری خوفناک چیخ نکلی اور وہ مر گیا اس کے مرتے ہی باڑے میں بندھی ہوئی ساری بکریاں دوبارہ انسان بن گئیں یہ لوگ ایک دوسرے کو حیرت سے دیکھنے لگے کہ وہ اس جگہ کیسے آ گئے؟ ان میں عورتیں بھی تھیں بچے بھی تھے۔ جوان بھی تھے اور بوڑھے بھی تھے۔

بھوت کی لاش بھی ظاہر ہو گئی تھی بہرام جن نے بھوت کی لاش اٹھا کر پہاڑیوں کے نیچے گہرے کھڈ میں پھینک دی اور اوپر سے چٹانوں کے بڑے بڑے پتھر پھینک کر کھڈ کو بند کر دیا۔

میرے آقا! اب یہ بلا کبھی شہر والوں کو تنگ نہیں کرے گی۔

عنبر نے دکھی آواز کے ساتھ کہا۔

بہرام! اس بھوت نے میرے عزیز دوست ناگ کو کچل کر ہلاک کر دیا
ہے میں یہ غم ساری زندگی نہ بھلا سکوں گا۔
بہرا جن نے کہا۔
میرے دوست! مجھے افسوس ہے کہ تمہارا وفادار اور گہرا دوست ناگ
مر گیا ہے لیکن شاید تمہیں علم نہیں کہ اگر تم اس کے سارے ٹکڑے اٹھا
کر کسی تھیلے میں بند کر کے اپنے پاس رکھ لو اور ہمالیہ کی چوٹیوں میں
بہنے والی جھیل نندن سر کے پانی میں اسے چھینٹے دو تو دو سال کے بعد
سانپ دوبارہ زندہ ہو جائے گا۔
عنبر نے کہا۔
بہرام! کیا تم مجھے وہاں لے جا سکتے ہو۔
بہرام کہنے لگا۔
اچھے آقا! میں تمہیں وہاں لے جانے سے معذور ہوں کیونکہ اس جگہ پر
کوہ قاف کے شاہِ جن کا راج ہے جو ہمارے قبیلے کا دشمن ہے اگر میں
تمہیں اس جگہ لے گیا تو وہ مجھے دیکھتے ہی مار ڈالے گا۔
کوئی بات نہیں بہرام میں خود کوہ قاف کے پہاڑوں میں جاؤں گا اور
ہمالیہ کی چوٹیوں میں بہنے والی جھیل نندن سر پر پہنچ کر اپنے دوست کی
زندگی واپس لانے کی کوشش کروں گا۔
بہرام جن نے کہا۔
کیا اب مجھے اجازت ہے آقا۔
ہاں تم جا سکتے ہو تمہارا شکریہ۔
بہرام جن ادب سے سلام کر کے واپس چلا گیا۔
عنبر نے زمین پر پڑے ہوئے اپنے دوست سانپ کے جسم کے
ساتوں ٹکڑے اٹھائے اور اسے تھیلے میں ڈال کر اپنے کندھے پر لٹکا
لیا وہاں سے وہ اس میدان کی طرف آ گیا جہاں بھوت نے شہر کے

بے گناہ لوگوں کو بھیڑ بکریاں بنا کر قید کیا ہوا تھا وہاں پہنچ کر اس نے دیکھا کہ سارے کے سارے لوگ پھر سے انسان کی شکل میں آ گئے ہیں اور باڑے کی لوہے کی پکی تاریں کاٹ کر باہر نکلنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

عنبر نے ان کے پاس جا کر کہا۔

بھوت مر گیا ہے یہی وجہ ہے کہ تم لوگ پھر سے انسان بن گئے ہو تمہیں خدائے واحد کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اس نے تمہیں میرے ذریعے سے پھر سے زندگی عطا کی وگرنہ بھوت تم سب کو باری باری کھا جاتا۔

ایک بوڑھے شہری نے آگے بڑھ کر عنبر کا ہاتھ چوم لیا۔

اے نیک دل نوجوان۔ ہم کس زبان سے تمہارا شکریہ ادا کریں کہ تم نے ہمارے ہاں بچوں اور بہنوں بیٹیوں کو موت کے منہ سے بچایا۔

عنبر نے کہا۔

بچانے والا صرف خدائے واحد ہے مجھے اس نے تمہارے بچانے کا ایک وسیلہ بنایا ہے اب تم لوگوں کو چاہیے کہ اپنے ویران شہر میں جا کر پھر سے اپنا کاروبار شروع کر دو اور ہنسی خوشی اپنی زندگی بسر کرو اور خدا کی نعمتوں کا شکر ادا کرو۔

بوڑھے نے کہا۔

مگر اے نوجوان! ہم تو بتوں کی پوجا کرتے ہیں ہم خدا کے نام سے واقف نہیں ہیں۔

عنبر نے کہا۔

اے لوگوں! بتوں کی پوجا مت کرو جو بت تمہیں خوفناک بھوت سے نہیں بچا سکے اس کی پوجا کیوں کرتے ہو اگر پتھر کے بتوں میں اتنی طاقت ہوتی تو وہ بھوت کو ضرور ہلاک کر دیتے مگر وہ بے بس ہیں وہ خود تمہارے محتاج ہیں اس لئے ان پتھروں کے بتوں کو توڑ کر ایک خدا

کی پوجا کرو وہ ایک خدا جو سارے آسمانوں اور زمینوں کا مالک ہے
اور جس کے قبضے میں تمہاری اور میری جان ہے اور جس نے اپنی
رحمت سے تمہیں اور تمہارے چھوٹے چھوٹے بچوں کو بچالیا ہے۔

سارے لوگوں نے عنبر کی باتوں کو غور سے سنا اس کی باتیں لوگوں کے
دلوں پر گہرا اثر کر رہی تھیں انہوں نے ایک زبان ہو کر وہاں اعلان کر
دیا کہ وہ کسی بت کی پرستش نہیں کریں گے آج سے وہ صرف خدائے
واحد کی عبادت کریں گے بوڑھے نے کہا۔

اے نوجوان ہم خدا کی عبادت کس طرح کریں، ہمیں یہ بھی بتادو یہ عنبر
نے انہیں بتایا کہ وہ دریا کے کنارے اس جگہ بیٹھ کر وہ چہرہ آسمان کی
طرف اٹھائیں آنکھیں بند کرلیں اور ہاتھ باندھ کر خدا کی عبادت
کریں اور اسی سے اپنی مصیبتوں کی نجات طلب کریں اور امداد مانگیں
سب لوگ عنبر کے اردگرد جمع ہو گئے عورتوں نے عنبر کو اپنا بیٹا سمجھ کر اس
کی پیشانی چوم لی اور بہنوں نے اسے بھائی بنالیا۔ بچے اس کے
ہاتھوں کو چومنے لگے۔

عنبر ان سب کو لے کر اس شہر میں آگیا جو اس سے پہلے ویران اور
اجڑی ہوئی بستی تھی لوگ اپنی اپنی دکانوں پر جا کر بیٹھ گئے اور انہوں
نے کاروبار شروع کر دیا عورتیں بچوں کو لے کر اپنے گھروں میں چلی
گئیں اور مکانوں میں سے پھر سے زندگی کی لہر دوڑ گئی چولہوں پر آگ
جلنے لگی دکانوں پر گاہک چیزیں خریدنے لگے دریا پر عورتیں پانی
بھرنے لگیں خاکروبوں نے گلی کوچوں کی صفائی شروع کر دی دیکھتے
ہی دیکھتے وہ بستی جو پہلے قبرستان بنی ہوئی تھی اب زندگی کی قوشیوں
اور قہقہوں سے گونج اٹھی۔

لوگوں نے مندروں کے بتوں کو جا کر توڑ ڈالا اور اس کی جگہ دریا
کنارے ایک چار دیواری بنانی شروع کر دی جہاں وہ خدا کی عبادت

کرنے والے تھے۔جس شہر میں کبھی کسی نے خدا کا نام نہ لیا تھا وہاں
اب خدا کا نام بچے بچے کی زبان پر تھا ہر کوئی ایک دوسرے سے مل کر
یہی کہتا تھا۔

ہمیں خدائے عظیم نے اپنی رحمت سے بچالیا ہے۔

شہر میں چاروں طرف خدا کے نام کا بول بالا ہونے لگا عنبر اس شہر کا
خاص مہمان بنالیا گیا ماریا بہن کی تلاش میں اور ناگ کی زندگی کی
خاطر آگے جانا چاہتا تھا مگر شہر والوں نے اسے زبردستی روک لیا
بوڑھے نے کہا۔

بیٹا عنبر! ہم لوگوں کی دلی خواہش ہے کہ تم کچھ روز ہمارے شہر میں ٹھہر
کر ہمیں اپنی خدمت کا موقع دو۔اس سے ہمیں بڑی خوشی ہوگی پھر تم
بے شک چلے جانا۔

عنبر شہر والوں کی معصوم خواہش کے آگے انکار نہ کر سکا اور وہ وہاں ٹھہر
گیا چھ سات روز کے اندر اندر دریا کنارے خدا کی عبادت کرنے
والی عبادت گاہ بن گئی اور لوگ وہاں صبح شام جا کر آسمان کی طرف
ہاتھ اٹھا کر خدا کی عبادت کرنے لگے اور اس کی رحمت کے طلبگار
ہوتے عنبر کو بے حد خوشی ہوتی کہ ان لوگوں نے پتھر کے بتوں کی پوجا
چھوڑ کر ایک خدا کی عبادت شروع کر دی ہے مگر اس شہر میں عنبر کا ایک
بہت بڑا دشمن بھی پیدا ہو چکا جو اس کو جان سے مار دینے کی سازش کر
رہا تھا یہ شخص شہر کے بڑے مندر کا کاہن تھا مندر کے اجڑ جانے سے
اس کی لاکھوں اشرفیوں کی آمدنی ختم ہوگئی تھی لوگ پہلے اس کے آگے
سر جھکا کر گزرتے اب اس کی کوئی پروا نہیں کرتا تھا کیونکہ لوگوں نے
بتوں کی پوجا چھوڑ دی تھی کاہن برباد ہو کر رہ گیا تھا اس نے فیصلہ کر لیا
کہ وہ عنبر کو زندہ نہیں چھوڑے گا۔

ماریا غائب ہوگئی

کاہن، عنبر کی خفیہ طاقت سے بے خبر تھا۔
اس کو معلوم ہی نہیں تھا کہ عنبر تو ڈھائی ہزار سال سے زندہ چلا آرہا ہے وہ تو مر ہی نہیں سکتا، کاہن کو یہ معلوم بھی کیسے ہو سکتا تھا اس لئے کہ وہ تو ساری عمر جھوٹے خداؤں کی پوجا کرتا رہا تھا اگر وہ خدائے واحد کی عبادت کرتا ہوتا تو خدا اسے یہ ضرور بتا دیتا کہ عنبر کا مقابلہ نہ کرنا کاہن بے خبر تھا اور بے خبری ہی میں عنبر کے خلاف سازش کرتا رہا اس خونی سازش میں ایک مکار عورت سوانہ اس کی شریک تھی لوگوں نے اس عورت سوانہ کو بھی کاہن کے ساتھ ہی شہر سے باہر نکال دیا تھا دونوں شہر سے باہر ایک ویران سرائے میں رہتے تھے وہ کبھی کبھی شہر میں کھانے پینے کی چیزیں خریدنے آتے تھے اور پھر واپس چلے جاتے تھے۔

عنبر اسی بوڑھے شہری کے گھر میں رہتا تھا ناگ کو تھیلے میں بند کر کے اس نے صندل کی خوشبودار لکڑی کے اندر بند کر دیا تھا ایک طرح سے یہ اس کے دوست کی لاش تھی وہ جتنی جلدی ہو سکے ہمالیہ کی جھیل نندن پر پہنچ کر اس کے پانی سے ناگ کو غسل دینا چاہتا تھا تاکہ اس کے دو سال بعد وہ پھر سے زندہ ہو سکے لیکن شہر والوں کی محبت اور اصرار کی وجہ سے وہ ٹھہر گیا دوسری جانب اسے اپنی بہن ماریا کی بھی فکر کھائے جا رہی تھی کہ خدا جانے وہ کہاں اور کس حال میں ہے۔
اب ذرا پیچھے چل کر ماریا کے بارے میں بھی کچھ معلوم کریں کہ وہ کہاں ہے اور کس حال میں ہے، ہم اسے بکری بنی ہوئی چھوڑ کر آگے نکل گئے تھے وہ ابھی تک بکری کی شکل میں زمین کے اندر ایک گڑھے

میں پڑی تھی اس کا منہ بندھا ہوا تھا اور گڑھا گھاس پھوس سے ڈھکا
ہوا تھا جادو کا اثر کچھ ایسا تھا کہ اسے نہ بھوک لگ رہی تھی اور نہ پیاس
محسوس ہو رہی تھی وہ صاف محسوس کر رہی تھی کہ وہ بکری بنی ہوئی وہاں
قید ہے وہ ہر وقت وہاں سے نکل کر انسانی شکل میں واپس آنے کے
بارے میں سوچتی رہتی پھر اسے اپنے بھائیوں ناگ اور عنبر کا خیال
ستانے لگتا کہ خدا جانے وہ کہاں ہیں اور اس کو کہاں کہاں تلاش کر
رہے ہیں۔

مگر انہیں تو معلوم ہی نہیں کہ وہ بکری بن کر ایک گڑھے میں پھنسی ہوئی
ہے ماریا دل ہی دل میں خدا سے دعائیں مانگتی رہتی کہ اے خدا مجھے
اس عذاب سے نجات دلا اور ایک بچھڑی ہوئی بہن کو اس کے
بھائیوں سے ملا دے۔

کرنا خدا کا کیا ہوا کہ اس طرف سے ایک چرواہے کا گزر ہوا وہ اپنی
بکریاں چراتے ہوئے اس جگہ آ گیا جہاں ماریا تھی اس جگہ سبزہ بہت
تھا۔

بکریاں گھاس چرنے لگیں چرواہا بیٹھ گیا کہ بکریاں گھاس کھا کر پیٹ
بھر لیں تو آگے چلے ایک بکری نے گڑھے کے اوپر گھاس کا ڈھیر سا
پڑا دیکھا تو وہاں آ کر اسے چرنے لگی اس کی دیکھا دیکھی ساری
بکریاں وہاں آ گئیں دیکھتے ہی دیکھتے انہوں نے ساری گھاس چر لی
اب نیچے بکریوں کو ایک اور بکری نظر آئی تو انہوں نے زور زور سے
میمنا شروع کر دیا۔

چرواہے نے بکریوں کا شور سنا تو وہ اٹھ کر وہاں آ گیا کہ یہ بکریاں میما
کیوں کر رہی ہیں اب جو اس نے گڑھے کے نیچے ایک اور بکری کو
دیکھا تو بڑا حیران ہوا کہ یہ بکری کہاں سے آ گئی وہ جلدی سے گڑھے
میں اترا اور بکری کو باہر نکال لایا وہ بڑا خوش تھا کیونکہ بکری کی آنکھیں

نیلی تھیں ایسی بکری بڑی مشکل سے ملا کرتی ہے اس نے بکری کے منہ
کے گرد لپٹا ہوا کپڑا کھول دیا ماریا نے سکھ کا سانس لیا اور چرواہے کی
طرف رحم طلب قطروں سے دیکھنے لگی وہ ممیا ممیا کر اسے کہہ رہی تھی کہ
میں بکری نہیں ہوں بلکہ ایک لڑکی ہوں اور مجھے جادو کے زور سے
بکری بنا دیا گیا ہے لیکن اس کی زبان بھلا کون سمجھ سکتا تھا چرواہا تو اس
بات پر ہی خوش تھا کہ اسے ایک نئی اور نیلی آنکھوں والی بکری مل گئی
ہے جو یقیناً دوسری بکریوں سے زیادہ دودھ دے گی اور اگر وہ منڈی
میں لے جا کر اسے فروخت کرے گا تو اس کی قیمت بہت زیادہ پڑے
گی۔

چرواہا بکریوں کو گھاس چرانے کے بعد واپس اپنے گھر لے آیا۔
اس نے دوسری بکریوں کو تو عام جگہ پر باندھا مگر نیلی آنکھوں والی
بکری کو اپنی کوٹھڑی کے باہر درخت کے ساتھ باندھ دیا اور اسے بڑا

نرم اور خوشبودار گھاس کھانے کو دیا اس کا باپ بھی نیلی آنکھوں والی
بکری کو دیکھ کر بہت خوش ہوا نیلی آنکھوں والی بکری یعنی ماریا چرواہے
کے گھر میں رہنے لگی کچھ دنوں بعد چرواہے کے باپ نے کہا۔
بیٹا! یہ نیلی آنکھوں والی بکری تو زیادہ دودھ نہیں دیتی پھر اس کا کیا
فائدہ ہے کیا یہ بہتر نہیں کہ تم اسے منڈی میں لے جا کر بیچ دو اس طرح
ہمیں بہت پیسے مل جائیں گے اور ہم سات آٹھ اور بکریاں خرید سکیں
گے۔

چرواہا بولا۔
بابا جان آپ کا کہنا سر آنکھوں پر میں کل ہی گاؤں کی منڈی میں اسے
لے جا کر بیچ دوں گا اگر قسمت نے ساتھ دیا اور سمجھدار گاہک مل گیا تو
ہمیں بہت سے پیسے مل جائیں گے۔
چنانچہ دوسرے روز چرواہا نیلی آنکھوں والی بکری یعنی ماریا کو لے کر

گاؤں کی منڈی میں آ گیا وہاں بڑی رونق تھی اور خوب خرید و فروخت ہو رہی تھی کاروبار لوگ اپنی پسند کی بکریاں خرید کر لے جا رہے تھے چرواہا بھی اپنی نیلی آنکھوں والی بکری لے کر وہاں پہنچ گیا جب لوگوں نے دیکھا کہ ایک نیلی آنکھوں والی بکری بھی وہاں آئی ہوئی ہے تو وہاں لوگوں کا ایک ہجوم اکٹھا ہو گیا ہر کوئی بڑے شوق سے اور بڑے غور سے بکری کو دیکھ رہا تھا ماریا بھی یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی اور دل میں خوف کھا رہی تھی کہ دیکھو اس کے ساتھ کیا سلوک ہوتا ہے یہ بھی ہو سکتا تھا کہ کوئی گاہک اسے خرید کے گھر لے جائے اور اسے پیار سے پالتو جانور بنا کر رکھے اور یہ بھی ہو سکتا تھا کہ وہ جاتے ہی اسے دیوتاؤں کے نام پر ذبح کر دے۔

آخر وہی ہوا جس کا خطرہ تھا۔

ایک سوداگر نے منت مانی تھی کہ اگر اس کے گھر لڑکا پیدا ہوا تو وہ دیوتا کے آگے نیلی آنکھوں والی بکری قربان کرے گا اس سوداگر کی شہر میں ایک بہت بڑی حویلی تھی وہ بہت امیر آدمی تھا خدا کا دیا اس کے پاس سب کچھ تھا صرف وہ اولاد سے محروم تھا جب اس نے دیوتا کے آگے جا کر منت مانی تو اس کے گھر لڑکا پیدا ہو گیا اب اس نے خود چل کر نیلی آنکھوں والی بکری تلاش کرنا شروع کر دی تھی اس علاقے میں نیلی آنکھوں والی بکری کا ملنا بہت مشکل تھا کئی شہروں کی خاک چھاننے کے بعد اس منڈی میں آ گیا وہ ادھر اُدھر منڈی میں گھومتا رہا اس نے ایک جگہ لوگوں کا ہجوم دیکھا تو وہاں پہنچ گیا جب اسے معلوم ہوا کہ ایک چرواہا نیلی آنکھوں والی بکری فروخت کرنا چاہتا ہے تو سوداگر بیحد خوش ہوا دیوتاؤں نے اس کی یہ آرزو بھی پوری کر دی تھی۔

سوداگر نے چرواہے سے پوچھا کہ وہ بکری کے کیا دام لے گا چرواہے کو تو وہ بکری مفت میں ملی تھی پھر بھی وہ اس کے پورے دام وصول کرنا

چاہتا تھا اس نے سوداگر پر یہ ظاہر کیا کہ اس کو کئی مہینوں کی تلاش کے بعد جنگل میں یہ بکری ملی ہے اس لئے وہ اپنی محنت کے پورے پورے پیسے لے گا سوداگر نے کہا۔

تم زبان سے جو کہو گے میں تمہیں وہی دوں گا، بولو! اس بکری کے کتنے پیسے لوگے۔؟

چرواہے نے کچھ سوچ کر اپنی طرف سے بہت زیادہ دام بتاتے ہوئے کہا

دو ہزار سونے کی اشرفیاں۔

سوداگر بولا۔

اگر تم دس ہزار سونے کی اشرفیاں بھی مانگتے تو میں تمہیں ضرور دیتا بہر حال تم نے دو ہزار طلب کی ہیں تو میں تمہیں دو ہزار ہی دوں گا لیکن اپنی طرف سے تمہیں ایک ہزار اشرفیاں انعام کے طور پر دوں گا کیونکہ تم نے مجھے ایک ایسی چیز لا کر دی ہے جس کی مجھے بے حد ضرورت تھی اور جو مجھے کہیں سے بھی نہیں مل رہی تھی۔

سوداگر نے اسی وقت تھیلی میں سے تین ہزار اشرفیاں نکال کر چرواہے کے حوالے کیں اور نیلی آنکھوں والی بکری یعنی ماریا کو لے کر اپنی حویلی کی جانب چل پڑا ماریا اس کے ساتھ چل دی اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ آخر سوداگر کو نیلی آنکھوں والی بکری کی اتنی ضرورت کس لئے تھی کیا وہ اسے اپنے بچے کے لئے خریدنا چاہتا ہے یا وہ اسے دیوتا کے آگے قربان کرنا چاہتا ہے؟ ماریا کا دل بکری کے جسم کے اندر زور زور سے دھڑکنے لگا اس نے دل ہی دل میں خدا سے دعا کی کہ

اے خدائے عظیم و برتر مجھے اس وقت تک زندہ رکھنا جب تک کہ میرے بھائی عنبر اور ناگ مجھے نہیں مل جاتے۔

سوداگر بکری کو لے کر اپنی حویلی میں آگیا۔

ماریا کو ایک صاف ستھری کوٹھڑی میں ایک ستون کے ساتھ باندھ کر
اس کے آگے زیتون اور کھجور کے ہرے ہرے تازہ پتے ڈال دیے
گئے اس کی گھر میں بہت خدمت ہونے لگی قربانی کا دن قریب آ رہا تھا
ایک روز سوداگر کی بیوی اپنے بیٹے کو گودی میں اٹھائے بکری کے پاس
آئی اور اسے اس کے اوپر سے وارا پھر اس نے بکری کے ماتھے پر
ہاتھ لگا کر اپنے بچے کے ماتھے پر ہاتھ لگایا ماریا فوراً سمجھ گئی کہ اسے
قربانی کے لئے وہاں لایا گیا ہے بس پھر کیا تھا اس کا دل ایک دم
ڈوبنے لگا وہ سنگ مرمر کے فرش پر بیٹھ گئی اور اس کی نیلی آنکھوں میں
آنسو آ گئے مگر وہاں اس کے آنسو پونچھنے والا کوئی بھی نہیں تھا بلکہ کسی
کو خیال بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ بکری رو رہی ہے۔

ساری رات بکری ماریا نے رو رو کر اور خدا سے دعائیں مانگ مانگ
کر گزار دی دوسرے روز ایک پجاری نے آ کر ماریا کے سر پر سیندور
ڈالا گلے میں پھولوں کی مالا پہنائی اور بلند آواز میں دیوتاؤں کی
خوشنودی کے لئے منتر پڑھنے لگا اب تو ماریا کو صاف صاف پتہ چل
گیا تھا کہ اس کی قربانی دی جا رہی ہے صرف اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ
اسے کب اور کس وقت قربان کیا جا رہا ہے۔

ماریا نے خیال ہی خیال میں دیکھا کہ پجاریوں نے پکڑ کر اسے
زبردستی دیوتا کے بت کے آگے چبوترے پر لٹا دیا ہے لوبان سلگ رہا
ہے ڈھول بج رہے ہیں منتر پڑھے رہے ہیں پھر ایک پجاری چھرا
لے کر اس کی طرف بڑھتا ہے وہ بے بس اور مجبور ہو کر چبوترے پر
پڑی ہے لوگوں نے اسے یوں جکڑ دیا ہے کہ وہ ذرا سا بھی ہل نہیں سکتی
وہ پجاری کو دیکھ رہی تھی کہ اس نے چھرا دیوتا کی طرف لہرایا اور کچھ منتر
پڑھے ہیں پھر آہستہ آہستہ چھرا اسکی گردن کی طرف آتا ہے اسے ذبح
کیا جا رہا ہے اس کی گردن کاٹی جا رہی ہے جب چھرا اس کے گردن

کے بالکل قریب آ گیا تو اس نے زور سے چیخ ماری اور بے ہوش ہو گئی۔

پجاری سوداگر سے کہہ رہا تھا۔

کل صبح مندر میں قربانی شروع ہو جائے گی آپ اس بکری کو لے کر سورج نکلنے سے پہلے مندر میں پہنچ جائیں۔

سوداگر نے جھک کر کہا۔

میں ضرور پہنچ جاؤں گا جناب۔

پجاری نے آخری بار بکری کے جسم پر ہاتھ پھیرا اور منتر پڑھتا وہاں سے نکل گیا ماریہ کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کے جسم پر چھرا پھیر دیا ہو وہ کانپ کر رہ گئی اور اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اس لئے کہ اسے اپنے دونوں بھائیوں کی یاد آ گئی تھی جنہیں خبر بھی نہ تھی کہ ان کی بہن پر کیا گزرنے والی ہے وہ سوچنے لگی کہ اگر وہ دوسرے روز قربان کر دی گئی تو پھر کیا ہو گا وہ تو اپنا بچاؤ نہیں کر سکے گی وہ تو کسی کو بھی نہیں کہہ سکے گی کہ اسے قربان نہ کرو، وہ بکری نہیں بلکہ ایک عورت ہے۔

لیکن اسے یقین بھی ہو گیا تھا کہ وہ بچ نہ سکے گی پجاری کا چھرا اسے اپنی آنکھوں کے سامنے لٹکتا نظر آ رہا ہے اب کوئی کرامت ہی کوئی معجزہ ہی اسے قربان ہونے سے بچا سکتا تھا۔

یہ اس کی زندگی کی آخری رات تھی وہ اپنی زندگی ختم کر بیٹھی تھی۔

اسے یقین ہو گیا تھا کہ اس کا آخری وقت آ گیا ہے اور اب وہ زندگی میں کبھی اپنے بھائیوں سے نہیں مل سکے گی اس نے ساری رات خدا کی عبادت کرنے کا فیصلہ کر لیا وہ چپ چاپ فرش پر ستون کے ساتھ لگ کر بیٹھ گئی اور دل ہی دل میں خدا سے دعائیں مانگنے لگی کہ اس کی موت کو وہ آسان کر دے اور جب اس کی گردن پر پجاری کی چھری چلے تو اسے تکلیف نہ ہو اس نے خدا سے گڑگڑا کر اپنے گناہوں کی

معافی مانگی۔ پھر اپنے بھائیوں کے لئے خوش حالی اور صبر کی دعا مانگی اس کی نیلی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے پچھلی رات کو اس کی آنکھ لگ گئی اور وہ سو گئی۔

ابھی رات کا ایک پہر باقی تھا کہ اس کی آنکھ کھل گئی وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ وہ بکری نہیں ہے بلکہ زندہ اور جیتی جاگتی ماریا کی شکل میں بکری کی طرح فرش پر لیٹی ہوئی ہے اور اس کے گلے میں رسی بندھی ہوئی ہے خوشی سے اس کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا خدا نے اس کی دعا قبول کر لی تھی اور اسے راتوں رات اپنی مہربانی سے بکری سے بدل کر پھر ماریا بنا دیا تھا پہلے تو اسے یقین نہیں آیا مگر جب اس نے اپنے ہاتھ پاؤں گردن اور ٹانگوں کو اچھی طرح سے ہاتھ لگا کر دیکھا تو اس کا شک وشبہ دور ہو گیا پہلا کام اس نے یہ کیا کہ اپنی گردن سے رسی کو کھول دیا اور اٹھ کر بیٹھ گئی اب وہ ایک انسان کی طرح ارد گرد دیکھ سکتی تھی اور سوچ سکتی تھی وہ ابھی سوچ ہی رہی تھی کہ کیا کرے کہ باہر قدموں کی آواز سنائی دی۔

پجاری اور سوداگر اسے قربانی کے لئے مندر لے جانے کے لئے آ رہے تھے وہ اٹھ کر دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑی ہو گئی باہر سے کسی نے دروازہ کھولا اور پجاری سوداگر کو ساتھ لے کر کوٹھڑی کے اندر آ گیا سوداگر کے ہاتھوں میں پھولوں کے ہار تھے اور پجاری نے ایک مشعل اپنے ہاتھ میں تھام رکھی تھی مشعل کی روشنی میں پجاری نے دیکھا کہ کوٹھڑی میں بکری کہیں بھی نظر نہیں آ رہی ماریا نے اپنی آنکھیں ڈر کے مارے بند کر لی تھیں اسے معلوم تھا کہ بکری کی جگہ پجاری اور سوداگر اسے ایک نیلی آنکھوں والی عورت کی شکل میں دیکھ کر پہلے تو ششدرہ جائیں گے اور پھر اسے پکڑ لیں گے کہ یہی وہ نیلی آنکھوں والی بکری ہے جو جادو کے زور سے عورت بن گئی ہے بکری کی جگہ اسے

مندر میں لے جا کر قربان کر دیا جائے گا۔

مگر ایسا نہ ہوا۔ اس نے سنا سوداگر پجاری سے کہہ رہا تھا۔

بکری کہاں چلی گئی؟ کمرہ تو خالی ہے۔

ماریا بڑی حیران ہوئی کہ یہ لوگ کیسے کہہ رہے ہیں کہ کمرہ خالی ہے جب کہ وہ ایک عورت کی شکل میں اس کمرے کے اندر موجود ہے اور مشعل کی پوری روشنی اس پر پڑ رہی ہے پجاری نے مشعل کی روشنی کمرے میں چاروں طرف ڈالی اور حیرانی سے بولا۔

میں خود حیران ہوں کہ بکری کہاں چلی گئی اور کمرہ خالی کیسے ہو گیا؟ ہم نے باہر سے تالا بھی لگا دیا تھا جو اسی طرح لگا ہوا تھا پھر بکری کہاں غائب ہو گئی۔؟

اس کمرے میں تو سوائے اس رسی کے اور کچھ نہیں کیا بکری رسی کھول کر غائب ہو گئی سوداگر نے پجاری سے پوچھا۔

پجاری نے کہا۔

وہ غائب کیسے ہو سکتی ہے وہ تو دیوتا کی امانت تھی۔

سوداگر نے سر کھجاتے ہوئے کہا۔

وہ تو ٹھیک ہے پجاری صاحب مگر سوال یہ ہے کہ بکری پھر کہاں چلی گئی اس کمرے میں تو سوائے ایک رسی اور تھوڑے سے گھاس کے اور کچھ بھی نہیں ہے۔

ماریا اب یہ عجیب اور حیرت انگیز راز کھلا کہ وہ ان لوگوں کی آنکھوں کے سامنے سے غائب ہو چکی ہے یعنی وہ لوگ اسے نہیں دیکھ سکتے یہ ایک ڈرا دینے والی اور ساتھ ہی ساتھ دل کو خوشی سے بھر دینے والی بات تھی ماریا لوگوں کی آنکھوں سے غائب ہو چکی تھی وہ ہر شے کو دیکھ سکتی تھی مگر لوگ اسے نہیں دیکھ سکتے تھے اس کا زندہ ثبوت اس کے پاس موجود تھا کہ وہ کوٹھڑی کے کونے میں دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑی

تھی مشعل کی روشنی میں اس کا سارا جسم نہایا ہوا تھا مگر کمرے میں موجود دوسرے لوگ اسے نہیں دیکھ سکتے تھے۔

غیبی گھوڑا

کوٹھڑی کا دروازہ کھلا تھا۔

ماریا کو جب یقین ہو گیا کہ اسے کوئی نہیں دیکھ رہا اور وہ دنیا والوں کی نظروں سے غائب ہو چکی ہے تو وہ بڑے اطمینان سے چل کر دروازے کے پاس آ گئی کسی نے اس کی طرف توجہ نہ دی سوداگر اور پجاری حالانکہ اس کے بالکل پاس کھڑے تھے ماریا ایک بار پھر اطمینان حاصل کرنے کے اپنا ایک ہاتھ پجاری کی آنکھوں کے سامنے لہرایا پجاری کو بالکل محسوس نہ ہوا کہ ایک عورت قریب کھڑی اس کی آنکھوں کے آگے اپنا ہاتھ لہرا رہی ہے وہ مشعل لیے سوداگر کی طرف منہ کر کے باتیں کرتا رہا۔

وہ ضرور کوئی چھلاوہ تھا۔ وہ بکری نہیں تھی اب اس کو بھول جاؤ اور کسی
دوسری بکری کی تلاش شروع کر دو، اگر منت کے مطابق آج قربانی نہ
دی گئی تو تمہارے بچے پر دیوتاؤں کا قہر نازل ہوگا۔
سوداگر ڈر گیا اس نے کہا۔
پجاری جی! میری مدد کریں میں اس وقت نیلی آنکھوں والی بکری کہاں
سے پیدا کروں گا دیوتاؤں سے کہیے کہ مجھے کچھ روز کی مہلت دے
دیں۔
پجاری نے موٹی گردن ہلا کر کہا۔
ہرگز نہیں۔ مہلت نہیں مل سکتی یا نیلی آنکھوں والی بکری کی قربانی پیش
کرا ور یا دیوتاؤں کا عذاب برداشت کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ اس
کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے۔
ماریا کو بے چارے سوداگر کی حالت پر بڑا ترس آیا کمینہ پجاری اسے
خوامخواہ پریشان کر رہا تھا ماریا نے سوچا کہ اسے کوئی دیکھ نہیں رہا پھر
کیوں نہ وہ سوداگر کی مدد کرے اور پجاری کو بھی خوف زدہ کر دے اس
خیال کے آتے ہی اس نے کوٹھڑی کے کونے میں جا کر اپنی آواز میں
رعب پیدا کرتے ہوئے کہا۔
سنو۔ اے سوداگر۔ میں دیوتا ہبل کی بیوی بول رہی ہوں میرا نام
دیوی کابوس ہے۔
ماریا کی آواز سن کر سوداگر اور پجاری دنگ رہ گئے انہوں نے گھوم پھر
کر کمرے میں دیکھا مگر وہاں انہیں کوئی عورت نظر نہ آئی ماریا نے کہا
تم چاہے جتنی کوشش کر لو۔ تم مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکو گے اس لئے کہ
میں دیوی کابوس ہوں اور تم دنیا والوں کی آنکھیں مجھے نہیں دیکھ
سکتیں۔ اے نیک دل سوداگر! میری بات غور سے سنو! مجھے دیوتا ہبل
نے خاص طور پر تمہارے لئے بھیجا ہے۔

سوداگر تو خوف کے مارے زمین پر دوزانو ہو گیا اور ہاتھ باندھ کر بولا

اے مقدس دیوی میں آپ کے حکم کا منتظر ہوں۔

ماریا نے کہا۔

ہم نے تمہاری بکری کی قربانی قبول کر لی ہے ہم اسی لئے نیلی آنکھوں والی بکری کو یہاں سے اٹھا کر لے گئے ہیں اب تمہیں کسی نیلی آنکھوں والی بکری کی قربانی دینے کی ضرورت نہیں ہاں اگر پجاری چاہتا ہے کہ قربانی دیوتا کے سامنے ضرور ہو تو وہ اپنی موٹی گردن تھوڑی سی کاٹ کر اپنا خون ہمارے قدموں پر نچھاور کر سکتا ہے ہم اس کے خون سے خوش ہو جائیں گے کیا خیال ہے تمہارا پجاری جی۔

پجاری تو۔ اتنا سن کر زمین پر گر پڑا۔

دیوی جی! مجھے معاف کر دیں میں تو آپ کا ناچیز غلام ہوں مجھے معاف کر دیں دیوتاؤں کے لئے مجھے معاف کر دیں آپ نے فرما دیا ہے کہ آپ نے قربانی قبول کر لی ہے تو ہم سب خوش ہیں آپ کی بڑی مہربانی ہے دیوی جی میرا خون نہ بہائیں میں تو مر جاؤں گا دیوی جی

ماریا نے ہنس کر کہا۔

کیا اب تم کسی نیلی آنکھوں والی بکری کو قربان کرو گے۔؟

پجاری گڑگڑا کر بولا۔

ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔ دیوی جی میں آپ کے قدموں میں گر کر وعدہ کرتا ہوں کہ اب کبھی کسی نیلی آنکھوں والی بکری کو قربان نہیں کرے گا۔

ماریا کہنے لگی۔

ہم تمہیں معاف کرتے ہیں لیکن یہ بتاؤ پجاری کہ تم اتنے ہٹے کٹے اور موٹی گردن والے کیوں ہو جب کہ پوجا کرنے والے غریب لوگ سوکھے ساکھے ہوتے ہیں۔

پجاری نے کہا۔

دیوتاؤں کی مہربانی ہے دیوی جی!

ماریا نے ڈانٹ کر کہا۔

بکواس بند کرو۔ یہ کیوں نہیں کہتے کہ غریب لوگوں کو دو وقت کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں ملتی اور تم حلوے مانڈے اڑاتے ہو۔؟

پجاری بولا۔

معاف کر دیں دیوی جی۔ معاف کر دیں جی میں اپنی موٹی گردن پتلی کراؤں گا اب غریبوں کو بھی کھانے کو دیا کروں گا۔

سوداگر نے کہا۔

دیوی جی! پجاری کو معاف کر دیں آپ کی بڑی مہربانی ہو گی لیکن ماریا پجاری کے ساتھ کوئی نہ کوئی شرارت ضرور کرنا چاہتی تھی۔

اسے تجربے نے یہ ثابت کیا تھا کہ یہ پجاری لوگ بڑے سنگدل ہوتے ہیں یہ غریب لوگوں کے ساتھ کتوں سے بھی بدتر سلوک کرتے ہیں اور بڑی آسانی سے جانوروں کی گردن پر چھرا پھیر دیتے ہیں اب بھی اگر خدا ماریا کی مدد کر کے اسے غائب نہ کرتا تو اس موٹی گردن والے پجاری نے ماریا کی گردن پر چھری پھیر دینی تھی اس نے کہا۔

اچھا اے سوداگر ہم تمہاری سفارش پر اس موٹے ریچھ کو معاف کرتے ہیں لیکن ہم اس کی گردن پر وہ رسی ضرور ایک بار باندھیں گے جس کے ساتھ اس نے نیلی آنکھوں والی بکری کو باندھ رکھا تھا۔

سوداگر نے کہا۔

دیوی جی کیا اس غریب پجاری کو معاف نہیں کیا جا سکتا۔

ماریا نے غصے میں آ کر کہا۔

کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تمہاری قربانی قبول نہ ہو۔

نہیں نہیں دیوی جی میں ایسا ہر گز نہیں چاہتا۔

ماریا نے حکم دیتے ہوئے کہا۔

تو پھر اس بکرے پجاری کی موٹی گردن میں تم اپنے ہاتھ سے رسی باندھو بالکل اسی طرح جس طرح تم نے نیلی آنکھوں والی بکری کے گلے میں رسی باندھی تھی۔

سوداگر نے ہچکچاتے رسی اٹھائی۔

جلدی کرو.............نہیں تو تمہارے بچے کی قربانی ختم ہوتی ہے

سوداگر نے جلدی سے زمین پر جھک کر رسی اٹھائی اور پجاری سے کہنے لگا۔

پجاری صاحب! معافی چاہتا ہوں۔مگر دیوی جی کا حکم نہیں ٹال سکتا اپنی گردن نیچی کر لیں ذرا۔

پجاری مجبور ہو گیا وہ گردن نیچی کرنے لگا تو ماریا نے گرج کر کہا۔

نہیں اسے کہو کہ یہ بکری بن جائے۔

سوداگر نے کہا۔

پجاری صاحب بکری بن جائیں۔

پجاری صاحب ہاتھ پاؤں پر کھڑا ہو گیا۔سوداگر نے اس کے گلے میں رسی باندھ کر گرہ لگا دی اور ہاتھ باندھ کر بولا۔

اور حکم دیوی جی۔

بس آج یہ سارا دن بکری بنا اسی طرح اس کمرے میں بندھا رہے گا اگر شام ہونے سے پہلے کسی نے اسے کھول کر آزاد کیا تو تمہارے بچے پر آفت نازل ہو جائے گی تم سن رہے ہو تاں؟

کبھی نہیں ہو گا دیوی جی! ایسا کبھی نہیں ہو گا۔

اچھا اب ،ہم جا رہے ہیں۔

پجاری بکری بنا وہاں بیٹھا رہا سوداگر ہاتھ باندھے کھڑا رہا اور ماریا

بڑے سکون کے ساتھ کمرے سے باہر آگئی کمرے سے نکل کر وہ حویلی کے برآمدے میں سے گزر کر دالان میں آگئی صبح کا اجالا چاروں طرف پھیل رہا تھا دالان میں عورتیں ایک طرف بیٹھی قربانی کی تیاریاں کر رہی تھیں اور لوہے اور مٹی کی بڑی بڑی پراتوں میں گھی ڈال رہی تھیں ماریا ان پر مسکراتی ہوئی حویلی میں سے باہر نکل گئی۔ شہر میں لوگ بیدار ہو چکے تھے دکانیں کھل رہی تھیں گھروں میں عورتیں صبح کا کھانا تیار کر رہی تھیں اب ماریا کو سخت بھوک محسوس ہوئی جتنی دیر تک وہ بکری بنی رہی تھی اتنی دیر تک تو اسے بھوک بہت ہی کم لگتی تھی بلکہ کئی کئی روز تک تو وہ کھاتی ہی کچھ نہیں تھی لیکن اب عورت کے روپ میں واپس آتے ہی اسے ایک دم بھوک لگ گئی اسے محسوس ہوا کہ اس کا معدہ تو بالکل خالی ہے مگر سوال یہ ہے کہ وہ کہاں سے کچھ لے کر کھائے۔

پھر اس نے سوچا کہ وہ لوگوں کی نظروں سے غائب ہو چکی ہے وہ جس گھر میں چاہے جا کر اپنی پسند کی چیز اٹھا کر کھا سکتی ہے اس خیال سے وہ دل ہی دل میں ہنس پڑی بازار میں لوگ اس کے قریب سے ہو کر گزر رہے تھے مگر کوئی اس کو نہیں دیکھ رہا تھا اس نے ایک عورت کی طرف غور سے دیکھا مگر اس عورت کو کچھ پتہ نہ چل سکا وہ چپکے سے اپنے دھیان میں آگے گزر گئی ایک دکان پر اس نے دیکھا کہ ایک حلوائی گرم گرم پوڑیاں تل کر تھال میں رکھتا جا رہا تھا یہ قیمے کی پوڑیاں تھیں اور اس کی خوشبو چاروں طرف پھیل رہی تھی ایک بھوکا فقیر بھوکی اور للچائی ہوئی آنکھوں سے گرم گرم پوڑیوں کو دیکھ رہا تھا اس نے حلوائی سے کہا۔

بابا! دیوتاؤں کے نام پر کچھ غریب کو بھی دے دو۔

حلوائی نے اسے جھڑک کر کہا۔

بھاگ جا کمینے یہاں سے۔ اگر پوڑیاں کھانے کا شوق ہے تو جا کر پیسے لا۔

فقیر نے کہا۔

بابا مجھ غریب کے پاس پیسے کہاں سے آئیں گے۔

حلوائی بولا۔

تو پھر یہاں سے نو دو گیارہ ہو جا یہ تمہارے باپ کا مال نہیں ہے جو تمہیں مفت میں دے دوں چل چلتا پھرتا نظر آ بھاگ یہاں سے فقیر بڑا بھوکا تھا لیکن سنگدل حلوائی کی جھاڑ کھا کر چپکے سے آگے چل دیا ماریا قریب ہی کھڑی یہ سارا تماشہ دیکھ رہی تھی اسے غریب فقیر پر بڑا ترس آیا اور پتھر دل حلوائی پر بڑا غصہ آیا اس نے آگے بڑھ کر تھال میں سے ساری کی ساری پوڑیاں اٹھائیں اور گلی کے موڑ پر گھومتے ہوئے فقیر کی جھولی میں جا کر ڈال دیں غریب فقیر تو آسمان کی طرف تکتا ہی رہ گیا کہ یہ گرم گرم پوڑیاں حلوائی کے تھال میں سے نکل کر اس کی جھولی میں کیسے آ گئیں ماریا کو تو وہ دیکھ ہی نہیں سکتا تھا وہ چونکہ بہت بھوکا تھا اس لئے فوراً بیٹھ کر کھانے بیٹھ گیا ادھر حلوائی نے جب تھال کی طرف دیکھا تو ساری کی ساری پوڑیاں غائب تھیں اس نے فوراً شور مچا دیا کہ پکڑو پکڑو فقیر میری ساری پوڑیاں اٹھا کر بھاگ گیا لوگ جمع ہو گئے اس نے فقیر پر شک کیا لوگ گلی میں گئے فقیر وہاں بھی نہیں تھا۔

دوسری طرف ماریا نے حلوائی کی دکان سے لڈوؤں کا بھی بڑا تھال اٹھا لیا اور ایک حویلی کی ڈیوڑھی میں آ کر رکھ دیا حلوائی جب واپس دکان پر آیا تو لڈوؤں کا تھال غائب پا کر سر پیٹ کر رہ گیا۔

لوگو! میں لٹ گیا پہلے پوڑیوں کا تھال غائب ہوا اب لڈوؤں کا تھال بھی غائب ہے میری دکان پر بھوتوں نے قبضہ کر لیا ہے میں لٹ گیا

میں لٹ گیا۔

ماریا ڈیوڑھی کے دروازے پر کھڑی یہ سب کچھ دیکھ کر ہنستی رہی پھر اس نے لڈوؤں کا تھال اٹھایا اور اس میں سے چھ سات لڈو خود کھائے اور باقی ایک جگہ بچوں کی جھولیوں میں ڈال دیے یہ بچے زمین پر بیٹھے سبق پڑھ رہے تھے کہ ان کی جھولیوں میں دھڑا دھڑ لڈو گرنے لگے پہلے تو وہ حیران ہوئے پھر خوشی سے شور مچانے لگے۔

آہاہا۔ لڈو دیے ہیں دیوتاؤں نے۔

وہ شور مچاتے لڈو کھاتے حلوائی کی دکان کے آگے سے گزرے تو حلوائی نے اپنے لڈو پہچان لیے وہ گدی پر سے اٹھ کر لڑکوں کے پیچھے بھاگا مگر لڑکے بھلا اس کے ہاتھ کب آتے تھے وہ شہر کے گلی کوچوں میں گم ہو چکے تھے۔

ماریا شہر سے باہر آ کر ایک باغ میں نہر کے کنارے پتھر پر بیٹھ گئی اور سوچنے لگی کہ اب وہ کیا کرے کہاں جائے اور اپنے بھائیوں عنبر اور ناگ کو کہاں تلاش کرے لوگوں کی نظروں سے غائب ہو جانے پر وہ بہت خوش تھی کم از کم اسے اب یہ فکر تو نہ تھی کہ وہ رات کو سوئے گی کہاں اور دن کو کھائے گی کیا۔ وہ جہاں اور جس گھر میں چاہے جا کر سو سکتی تھی اور جہاں جس دکان پر جا کر کھانا کھا سکتی تھی وہ چاہتی تھی کہ جب تک اسے اس کے بھائی عنبر اور ناگ نہیں مل جاتے وہ غائب ہی رہے۔

لیکن عنبر اور ناگ کو وہ کہاں تلاش کرتی پھرے یہی ایک سوال تھا جو اس کے دماغ میں رہ رہ کر پیدا ہو رہا تھا بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ اس کے دماغ میں سوائے اس ایک سوال کے اور کچھ نہیں تھا بہت سوچ بچار کے بعد ماریا اسی نتیجے پر پہنچی کہ وہ خدا کا نام لے کر اپنے بھائیوں کی تلاش میں چل پڑے اور شہر شہر پھرتی رہے خدا کو منظور ہوا تو وہ

بھائیوں سے ایک نہ ایک دن مل ہی جائے گی۔

اب ماریا کو سفر کرنے کے لئے ایک سواری کی ضرورت تھی سواری کوئی گھوڑا ہو تو بہتر تھا ماریا کے ساتھ ایک اور بڑی اچھی بات ہوئی تھی کہ وہ خود تو غائب ہو چکی تھی لیکن وہ جس چیز کو ہاتھ میں پکڑتی تھی وہ بھی غائب ہو جاتی تھی اس کا مطلب صاف یہ تھا کہ اگر وہ گھوڑے پر سوار ہوئی تو اس کے ساتھ گھوڑا بھی غائب ہو جائے گا اور لوگوں کو نظر نہیں آئے گا وہ کسی اچھے سے گھوڑے کی تلاش میں ایک گھوڑوں کی منڈی میں آ گئی۔

اس منڈی میں جگہ جگہ گھوڑے بندھے ہوئے تھے ان میں کمزور سے کمزور گھوڑے بھی تھے اور عربی نسل کے طاقتور گھوڑے بھی تھے ہر گھوڑے پر زین کسی ہوئی تھی ماریا منڈی میں چلتی پھرتی ایک عربی گھوڑے کے پاس آ کر کھڑی ہو گئی اس گھوڑے کی زین کے ساتھ بستر اور پانی کی چھاگل بھی لٹک رہی تھی یہ گھوڑا سفر کے لئے بڑا شاندار اور موزوں تھا دو چار بیو پاری اس کے پاس کھڑے گھوڑے کو بڑے غور اور شوق سے دیکھ رہے تھے ماریا نے وقت ضائع کرنا مناسب نہ سمجھا اسے یہ گھوڑا پسند آ گیا تھا اور وہ اسی پر سوار ہو کر سفر کرنا چاہتی تھی چنانچہ اس نے بغیر کسی جھجک کے آگے بڑھ کر گھوڑے کی باگ تھامی اور رکاب میں پاؤں رکھ کر اس پر سوار ہو گئی۔

ماریا کا گھوڑے پر سوار ہونا تھا کہ گھوڑا سب لوگوں کے دیکھتے دیکھتے غائب ہو گیا کچھ لوگ ڈر کے مارے وہاں سے اٹھ کر دوڑے اور باقی پتھر کے بت بنے ایک دوسرے کو دیکھتے رہ گئے بیو پاری جس کا گھوڑا تھا حیرانی سے ادھر اُدھر تکنے لگا وہ ہر ایک کا منہ دیکھتا اور پوچھتا۔

ارے بھائی۔ میرا گھوڑا کہاں چلا گیا؟ میرا گھوڑا کہاں چلا گیا؟ وہ ابھی یہاں کھڑا تھا۔

موت کے ساتھ

وہ گھوڑا ماریا کے نیچے تھے اور وہ شہر سے باہر نکل چکی تھی۔
گھوڑا اور ماریا دونوں غائب تھے نہ کسی کو گھوڑا دکھائی دیتا تھا اور نہ اس پر بیٹھی ہوئی ماریا نظر آتی تھی گھوڑے کے چلنے کی آواز بھی سنائی نہیں دے رہی تھی شہر سے باہر آ کر ماریا ایک کچی سڑک پر ہو گئی جو چھوٹے چھوٹے ٹیلوں اور گھاٹیوں میں سے گزرتی ہوئی دریا کنارے والے جنگل میں چلی گئی تھی ماریا ان گھاٹیوں اور ٹیلوں میں پہلے سفر کر چکی تھی یہ راستہ گھاٹیوں، دریاؤں، جنگلوں اور ٹیلوں میں سے ہوتا ہوا شہر وارانا شی کی طرف چلا جاتا تھا دریائے گوماتی صرف ایک ایسا مقام تھا جہاں سے ایک سڑک جو کہ کچی تھی کالی کٹ اور آسام کی طرف جاتی تھی۔

کالی کٹ اور آسان سے آگے ہمالیہ پہاڑ کا سلسلہ شروع ہو جاتا تھا جس کے اوپر نندن سر کی جھیل تھی ماریا اتنا لمبا سفر تو نہیں کر سکتی تھی لیکن اگر راستے میں کسی جگہ وہ اپنے بھائیوں کو تلاش نہ کر سکی تو ظاہر ہے اس کی باقی زندگی سفر میں ہی بسر ہونی تھی اسے امید تھی کہ اس جنگل اور گھاٹیوں میں سے نکل کر وہ کسی نہ کسی بستی یا شہر میں عنبر اور ناگ کو ضرور ڈھونڈ لے گی آخر وہ کہاں جا سکتے ہیں انہیں یہیں کہیں ہونا چاہیے تھا۔ وارانا شی کی سمت وہ نہیں جا سکتے تھے کیونکہ وہاں کے راجہ سے ان کی دشمنی تھی یہ تو اس کے خواب و خیال میں ہی نہیں تھا کہ ناگ کے ٹکڑے ٹکڑے ہو چکے ہیں اور عنبر اسے جھیل نندن سر ہمالیہ کی پہاڑیوں میں لے جانے کی تیاریاں کر رہا ہے۔
عنبر بوڑھے کے پاس رہ کر ہمالیہ کی طرف جانے کی تیاریاں مکمل کر

چکا تھا اس نے کسی سے اس کا ذکر نہ کیا تھا اس لئے کہ وہ ناگ کی لاش
اور صندل والے چھوٹے سے ڈبے کے معاملے میں سخت راز داری
برتنا چاہتا تھا ادھر کاہن کو کسی نہ کسی طرح خبر ہوگئی کہ اس کا سخت دشمن
عنبر شہر سے باہر جا رہا ہے یہ اس کی ایک طرح سے شکست تھی اگر عنبر
چلا گیا تو وہ اس سے اپنی بربادی کا بدلہ کیسے لے سکتا تھا اس نے اسی
وقت پھپھے کٹنی سوانہ کو بلایا اور کہا۔

سوانہ۔ تم آسمان کی تھگلی اتار بھی آتی ہو تو پھر واپس جا کر لگا بھی آتی ہو
کسی طرح ہمارے دشمن کو نیست و نابود کر دو تو جانیں وہ شہر کو چھوڑ کر
جا رہا ہے۔

سوانہ نے پوچھا۔

بائیں! وہ کب یہاں سے جا رہا ہے۔؟

کاہن نے کہا۔

سر کٹا بھوت

عنبر اور ناگ نے ماریا کو کیسے نکالا اور پھر کس طرف لے گئے۔ راجہ سنگرام نے ماریا سے شادی کر لی یا ماریا وہاں سے نکلنے میں کامیاب ہوگئی۔ ماریا گووند کے پاس کیسے پہنچی؟ گووند نے ماریا کو کہاں قید کر رکھا تھا؟

کوئی پتہ نہیں بہر حال میرے جاسوس نے اتنی اطلاع دی ہے کہ وہ جانے کی تیاریاں کر چکا ہے اور اب کسی وقت بھی اس شہر سے روانہ ہو سکتا ہے۔

سوانہ بولی۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اب ہمیں انتظار نہیں کرنا چاہیے اور اپنا وار چلا دینا چاہیے۔

ہاں..........یہی میں چاہتا ہوں۔

تو پھر فکر نہ کرو، آج ہی اس کے گھر پہنچ کر حملہ کرتی ہوں۔

کاہن نے پوچھا۔

تمہارے حملے کا طریقہ کیا ہوگا کیا تم اس کو قتل کرو گی۔؟

سوانہ ہنس پڑی۔

یہ قیانوسی کام میں نہیں کیا کرتی کاہن! میں تو اس پر سانپ چھوڑوں گی جس گھر میں وہ رہتا ہے وہاں میں نے واقفیت پیدا کر لی ہے میں آج ہی عنبر کا کام تمام کرتی ہوں

کاہن نے کہا۔

شاباش! لیکن دیکھنا ناکام ہرگز ہرگز واپس نہ آنا نہیں تو مجھ سے برا کوئی نہ ہوگا۔

سوانہ تنک کر بولی۔

اگر ناکام ہوئی تو بے شک میرے سر میں خاک ڈالنا ایسے ایسے کئی کام کر چکی ہوں میں نے تو اڑتی چڑیا کے پر کاٹے ہیں وہ عنبر اپنے آپ کو کیا سمجھتا ہے بھلا۔

کاہن بڑا خوش ہوا اب اسے پورا پورا یقین ہو گیا تھا کہ سوانہ اس کے دشمن عنبر کو ہلاک کر دے گی اور اس کے سینے میں جو انتقام کی آگ جل رہی ہے وہ ٹھنڈی پڑ جائے گی سوانہ وہاں سے نکل کر سیدھی اس

بوڑھے شہری کے گھر پہنچ گئی جہاں عنبر مہمان بن کر رہ رہا تھا اس گھر
میں پچھے کنٹی سوانہ کو کوئی روک ٹوک نہیں تھی اس نے تھوڑے ہی
دنوں مین وہاں اپنا بڑا اعتماد پیدا کر لیا تھا گھر والے سبھی اس کو بڑی
خالہ کہتے تھے۔

سوانہ پچھے کنٹی وہاں پہنچی تو گھر والوں نے بوڑھی خالہ کو سر آنکھوں پر
بٹھایا وہ گھر میں ادھر اُدھر بہانے بہانے چکر لگا کر یہ معلوم کرنے لگی
کہ اس کا دشمن عنیر کہاں ہے اسے ایک کمرے میں عنبر نظر آ گیا سوانہ
اس کے کمرے میں داخل ہو گئی اس نے عنبر سے بھی کافی واقفیت پیدا
کر لی تھی اور عنبر بھی اسے سمجھے بغیر بڑی خالہ کہہ کر ہی پکارتا تھا عنبر کے
خیال میں کبھی یہ بات نہ آئی تھی کہ یہ بوڑھی مکار عورت اس کی جان کی
دشمن بن کر وہاں آئی ہے۔

عنبر اس وقت کمرے میں بیٹھا صندل والا لکڑی کا ڈبہ کھول کر اپنے
جگری دوست ناگ کی لاش کے ٹکڑوں کو غور سے دیکھ رہا تھا ٹکڑے اسی
طرح تر و تازہ تھے اور خراب نہیں ہوئے تھے یہ بھی ناگ کے دوبارہ
زندہ ہو جانے کی ایک نشانی تھی عنبر نے ہر ٹکڑے کو دھو دھلا کر صاف کر
کے پھر ڈبے میں رکھا اور تازہ صندل لگا کر ڈبہ بند ہی کرنے والا تھا کہ
سوانہ کمرے میں داخل ہوئی۔

میں واری اپنے بیٹے پر سنا ہے تم جا رہے ہو بیٹا۔؟

عنبر پہلے تو حیران ہوا کہ اس کے جانے کی خبر اسے کس نے دے دی
کیونکہ وہاں سوائے صاحب خانہ یا اس کی بیگم کے اور کسی کو معلوم نہ تھا
کہ عنبر جا رہا ہے پھر اس نے سوچا کہ بڑی خالہ ایک نیک عورت ہے
اس کو کسی نے بتا دیا ہوگا اس نے کوئی خاص پروانہ کی اور مسکرا کر سوانہ
کی طرف دیکھ کر کہا۔

ہاں خالہ! اب بہت آپ کے شہر میں رہا یہاں کی خوب سیر کی آپ

لوگوں نے بڑی آؤ بھگت کی اب آگے چل کر اپنا کام شروع کرنا چاہیے آخر کوئی کب تک کہیں رہ سکتا ہے۔؟

وانہ نے ٹھنڈا سانس بھر کر کہا۔

یہ تو ٹھیک ہے بیٹا! اس دنیا میں مسافروں کے ٹھکانے بدلتے رہتے ہیں آج یہاں کل وہاں یہی اس دنیا کے سفر کی ریت ہے۔

مکار بوڑھیا ساتھ ساتھ باتیں بھی کرتی جا رہی تھی اور ساتھ ہی ساتھ بڑی ہوشیاری سے اس زہریلے کالے سانپ کو بھی جیب سے باہر نکالتی جا رہی تھی جو وہ اس مقصد کے لئے ساتھ لائی تھی کہ اس سے عنبر کو ڈسوا کر مروا دے گی اس نے بڑی چالاکی سے سانپ نکال کر عنبر کے پیچھے پلنگ پر چھوڑ دیا اور اس سے باتیں کرنے لگی۔

اچھا بیٹا! جہاں بھی جاؤ خوش رہو اور ہمیں یاد کرتے رہنا ہماری دعائیں تمہارے ساتھ ہوں گی۔

عنبر نے کہا۔

بڑی خالہ مجھے بس تمہاری دعاؤں کی ہی ضرورت ہے۔

اس وقت تک سانپ عنبر کی پشت یعنی پیٹھ کے پاس پہنچ کر اپنا پھن کھڑا کر چکا تھا سوانہ کو جب یقین ہو گیا کہ اب عنبر اس سانپ کے حملے سے بچ نہیں سکتا تو اس نے ایک دم شور مچا دیا۔

ہائے ہائے سانپ۔ سانپ عنبر بچو۔

یہ سانپ ایسا تھا کہ اس کی فطرت میں تھا کہ شور کی آواز سن کر فوراً حملہ کر دیتا ہے عنبر نے چونک کر پیچھے دیکھا اور سانپ نے شور کی آواز سن کر اچھل کر عنبر کی گردن پر ڈس لیا عنبر نے بڑے آرام سے ہاتھ بڑھا کر سانپ کو پکڑ لیا مکار پھپھے کٹنی نے یونہی واویلا کرنا شروع کر دیا۔

ہائے بیٹا! اسے چھوڑ دو تمہیں اس نے کاٹ لیا ہے جلدی سے کسی حکیم کے پاس چلو۔

حالانکہ مکار عورت کو بہت اچھی طرح سے معلوم تھا کہ اس ناگ کا کاٹا بڑی مشکل سے ایک گھڑی نکالتا ہے ڈسے کے دو تین سیکنڈ کے بعد وہ نیلا ہو کر مر جاتا ہے مگر عنبر بڑے سکون کے ساتھ سانپ کو مٹھی میں پکڑے بیٹھا اسے غور سے دیکھ رہا تھا وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ ساری شرارت سوانہ بوڑھیا کی ہے اور سانپ اسی نے جیب سے نکال کر وہاں چھوڑا ہے مگر وہ بوڑھی خالہ کو شرمندہ نہیں کرنا چاہتا تھا کیونکہ اس کا تو کچھ نہیں بگڑا تھا اس نے مسکرا کر کہا۔

بڑی خالہ۔گھبراؤ نہیں اگر اس سے بھی زیادہ زہریلا سانپ مجھے کاٹ لے تو مجھے کچھ نہیں ہو سکتا میرا خون ہی ایسا ہے کہ مجھ پر زہر کا اثر نہیں ہوتا۔

مکار سوانا نے جب دیکھا کہ عنبر پر تو زہر کا کوئی اثر ہی نہیں ہو رہا تو وہ بڑی دنگ ہو کر رہ گئی سمجھ گئی کہ اس نوجوان نے ضرور صبح کے وقت کوئی ایسی جڑی بوٹی کھا رکھی ہے جس کی وجہ سے سانپ کا زہر بے اثر ہو گیا ہے تھوڑی دیر بعد سوانہ نے کہا۔

بیٹے تمہیں نہیں معلوم یہ بڑا زہریلا سانپ ہے اس کا کاٹا پانی تہیں مانگتا جلدی سے حکیم کے پاس جا کر کوئی دوائی کھا لو تا کہ تمہاری زندگی بچ جائے عنبر نے مسکرا کر کہا۔

بڑی خالہ!میری زندگی کی تم فکر نہ کرو تم اپنی زندگی کی خیر مناؤ۔؟

یہ کہہ کر عنبر نے سانپ کا منہ بوڑھی عورت کی طرف کر دیا سوانہ ڈر کر پیچھے ہٹ گئی۔

ہائے ہائے بیٹا!مجھے کیوں مارنے لگے ہو میں نے کسی کا کیا بگاڑا ہے پرے ہٹاؤ پرے ہٹاؤ اسے۔

عنبر نے ہنس کر سانپ کو پرے ہٹا لیا اور پھر اسے اپنی جیب میں ڈال دیا اور جیب کے اوپر کپڑا ٹھونس دیا اور بولا۔

بڑی خالہ! یہ سانپ میرے پاس تمہاری یا جس کا یہ سانپ ہے اس کی امانت بن کر رہے گا وقت آنے پر میں ضرور اسے واپس کر دوں گا۔

پھپھے کٹنی سمجھ گئی کہ عنبر بات کی تہہ تک پہنچ گیا ہے اب بات کو کھولنا فضول ہے وہ چپکے سے اٹھی اور بڑی تیزی سے واپس بھاگ گئی شہر سے باہر والی سرائے میں جا کر اس نے کاہن کو ساری کہانی سنا ڈالی کاہن خاموشی سے واسہ کی کہانی سنتا رہا پھر کہنے لگا۔

ضرور اس کے پاس سانپ کے کاٹے کا کوئی منتر ہے ورنہ یہ سانپ سب سے زہریلا سانپ تھا اس کے ڈسنے سے کوئی انسان نہیں بچ سکتا انسان کیا ہے اگر یہ کسی ہاتھی کو بھی ڈس دے تو وہ کھڑے قد سے نیچے گر پڑتا ہے عنبر نے ضرور سانپ کا کوئی منتر یاد کر رکھا ہے جس کی وجہ سے اس پر زہر کا کوئی اثر نہیں ہوا۔

سوانہ بولی۔

اس نے میری آنکھوں کے سامنے سانپ کو انگلیوں سے پکڑ کر اٹھایا اور جیب میں ڈال کر رکھ لیا کہنے لگا بڑی خالہ! یہ اس شخص کی امانت ہے جس نے اسے میرے لئے بھیجا تھا۔

کاہن کے چہرے پر نفرت پیدا ہوئی۔

وہ ابھی اس قابل نہیں ہوا کہ میرا مقابلہ کر سکے اگر اسے علم بھی ہو گیا ہے کہ میں اس کا دشمن ہوں تو مجھے کوئی پرواہ نہیں میں اس سے اپنی تباہی کا بدلہ ضرور لوں گا۔

سوانہ بڑی سنجیدگی سے کہنے لگی۔

اے کاہن میں نے اتنی لمبی عمر میں بے شمار چالاک اور ہوشیار لوگ دیکھے ہیں میں تمہیں صاف صاف کہہ دیتی ہوں کہ میں اس نوجوان عنبر ایسا کوئی عجیب و غریب آدمی نہیں دیکھا تم کہتے ہو کہ اس کے پاس کوئی منتر ہے جسے پڑھ کر وہ سانپ کے زہر سے بچ گیا لیکن میں

کہوں گی کہ وہ اپنے اندر کوئی زبردست چھپی ہوئی طاقت رکھتا ہے
میں نہیں جانتی کہ وہ کیا ہے مگر کوئی بہت بڑی طاقت ضرور اس کے اندر
موجود ہے جس نے اسے زہریلے سانپ کے زہر سے محفوظ رکھا۔
کاہن نے غصے میں سوانہ کو جھڑک دیا۔
خاموش بوڑھیا! یہ ثابت کرنے کی کوشش نہ کرو کہ عنبر مجھ سے بڑھ کر
طاقتور ہے وہ مجھ سے بڑا نہیں ہے میں بہت جلد اس سے بدلہ لوں گا
انتقام لوں گا وہ میرے انتقام سے بچ نہ سکے گا پھر تمہیں اپنے آپ
معلوم ہو جائے گا کہ عنبر زیادہ طاقتور ہے یا میں .... جو کہ اس
شہر کے سب سے بڑے بت کدے کا کاہن ہوں اگرچہ میرا بت کدہ
ویران کر دیا گیا ہے مگر میں اب بھی سب سے بڑا کاہن ہوں۔
سوانہ نے اس کا جواب کچھ نہ دیا اور وہ چلی گئی کاہن گہری سوچ میں
ڈوبا ہوا کمرے میں ادھر اُدھر ٹہلنے لگا کہ وہ عنبر سے کیسے بدلہ لے اسے

یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ وہ بہت جلد اس شہر میں سے واپس جا رہا ہے
اس لئے وہ جلدی سے جلدی اپنی کاروائی شروع کر دینا چاہتا تھا
سانپ کے زہر نے عنبر پر کوئی اثر نہیں کیا تھا وہ کسی اور طریقے سے عنبر
پر حملہ کرنا چاہتا تھا۔
سانپ کے واقعے کے اگلے روز عنبر نے بوڑھے میزبان سے اجازت
لی اور گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے سفر پر چل پڑا شہر کے لوگ اسے
چھوڑنے باہر تک آئے کاہن کو بھی خبر مل گئی کہ عنبر جا رہا ہے اس نے
فیصلہ کیا کہ وہ عنبر کا پیچھا کرے گا اور راستے میں کسی جنگل میں اسے
ہلاک کر دے گا کاہن نے اپنے ساتھ دو بہترین وفادار ساتھی لیے اور
عنبر کا پیچھا شروع کر دیا۔

حبشی بھوت

ماریا صبح کے وقت شہر سے چلی تھی۔
جنگل میں ہی اسے شام ہونے لگی اسے بھوک محسوس ہوئی جنگل میں
اسے سوائے جنگلی پھولوں کے اور کچھ نہیں مل سکتا تھا اس نے ایسے
درختوں کی تلاش شروع کر دی جس پر پھل لگے ہوں ایک جگہ چشمے
کے اوپر اسے ایک پھل دار درخت نظر آیا جس پر انجیریں لگیں ہوئی
تھیں ماریا وہاں گھوڑے سے اتر گئی گھوڑے سے اترتے ہی گھوڑا
ایک دم ظاہر ہو گیا اب ماریا تو غائب تھی اور گھوڑا نظر آ رہا تھا وہ ایک
جگہ بندھا گھاس چر رہا تھا اور ماریا قریب ہی پتھر پر بیٹھی توڑی ہوئی
میٹھی انجیریں کھا رہی تھی انجیریں کھا کر اس نے پانی پیا اور سوچنے لگی

کہ رات سر پر آئی ہے وہ جنگل میں کس جگہ رات بسر کرے۔؟
آخر اس نے جھاڑیوں کے درمیان ایک جگہ پسند کر لی وہاں اس نے
رات بسر کرنے کا فیصلہ کر لیا اور گھاس پر لیٹ گئی اسے نیند نہیں آ رہی
تھی اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ وہ اپنا آپ دیکھ نہیں سکتی تھی ماریا کو زندگی
میں پہلی بار محسوس ہوا کہ جو شخص غائب ہو جاتا ہے اسے کیسی کیسی
دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے مثلاً پھل کھاتے وقت اس کا ہاتھ
ہونٹوں کے پاس آ کر ادھر اُدھر ہٹ جاتا ہے کیونکہ نہ تو اسے اپنا ہاتھ
نظر آتا تھا اور نہ پھل نظر آتا تھا اور نہ اپنا منہ ہی دکھائی دیتا تھا اب وہ
گھاس پر لیٹ تو گئی تھی لیکن اسے اپنا جسم دکھائی نہیں دے رہا تھا اس
کی وجہ سے اسے سونے میں بڑی دقت ہو رہی تھی وہ عادی تھی اپنے
آپ کو دیکھ کر سونے کی یہاں وہ غائب تھی دوسرے اسے یہ خیال بھی
ستا رہا تھا کہ وہ کہاں جا رہی ہے؟

اس کی منزل کہاں ہے اور اس کے بھائی اسے کہاں ملیں گے؟ کیا وہ بے مقصد سفر تو نہیں کر رہی؟ کیا ایسا تو نہیں ہے کہ وہ ساری عمر غائب حالت میں بھٹکتی پھرتی رہے گی اور عنبر ناگ اسے کبھی نہیں ملیں گے۔؟

یہی باتیں سوچتے سوچتے وہ اونگھنے لگی اس کا گھوڑا اس کے سامنے درخت کے ساتھ بندھا ہوا تھا وہ اسے دکھائی دے رہا تھا یعنی گھوڑا غائب نہیں تھا وہ صرف اس وقت غائب ہوتا تھا جب وہ اس پر سوار ہوتی تھی ماریا اونگھ ہی رہی تھی کہ اسے کچھ لوگوں کی آوازیں سنائی دیں وہ ہوشیار ہو گئی رات کے وقت جنگل میں یہ کون لوگ آرہے تھے اسے اتنا معلوم تھا کہ رات کے وقت جنگل میں عام طور پر چور اور ڈاکو لوگ بھی پھرا کرتے ہیں ماریا نے جھاڑیاں ہٹا کر دیکھا جنگل میں اندھیرا تھا مگر چاند کی روشنی درختوں میں سے چھن چھن کر نیچے آرہی تھی جس کی وجہ سے کہیں کہیں ہلکی ہلکی روشنی پھیل گئی تھی۔

ماریا نے چاند کی چاندنی میں دیکھا کہ تین آدمی جنہوں نے تلواریں اور نیزے لٹکا رکھے تھے اور گھوڑوں پر سوار تھے قدم قدم چلتے اسی طرف آرہے تھے جدھر ماریا گھاس پر بیٹھی تھی ماریا کچھ اندازہ نہ کر سکی کہ وہ لوگ سپاہی تھے یا ڈاکو۔ وہ آپس میں باتیں بھی کر رہے تھے اصل میں یہ تینوں اسی علاقے کے بدنام ڈاکو تھے جنہوں نے چاروں طرف دہشت پھیلا رکھی تھی اور سرکاری سپاہی ان کی تلاش میں تھے ایک ڈاکو جوان کا سردار تھا کہنے لگا۔

میرا خیال ہے ہمیں اسی جگہ کچھ وقت ٹھہر کر رات گہری ہونے کا انتظار کرنا چاہیے اندھیرا گہرا ہو گا تو ہم ساہوکار کی حویلی پر ڈاکہ ڈال سکیں گے ورنہ اس روشنی میں ہمارے پکڑے جانے کا ڈر ہے۔

دوسرا ڈاکو بولا۔

میرا تو خیال ہے کہ ہمیں حویلی پر حملہ کر دینا چاہیے۔

تیسرے نے کہا۔
تم ہمیں مروانا چاہتے ہو کیا؟ سردار میں تمہارے خیال کے ساتھ ہوں
ہم اندھیرا ہونے کے بعد ڈاکہ ڈالیں گے۔
دوسرا ڈاکو کہنے لگا۔
تو پھر ٹھیک ہے میں بھی آپ کے ساتھ ہوں اس میں ناراض ہونے کی
کیا بات ہے۔
سردار نے اچانک ایک طرف دیکھ کر کہا۔
ذرا دیکھنا تو وہ سامنے درخت کے نیچے کوئی گھوڑا بندھا ہوا ہے؟
دونوں ڈاکو بولے۔
ہاں سردار! وہ گھوڑا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا مالک بھی وہیں کہیں سو
رہا ہوگا ہوشیار ہو کر گھوڑے کے پاس چلتے ہیں مالک کو سوتے میں قتل
کر کے اس کے گھوڑے کو قابو میں کر لیتے ہیں آؤ میرے ساتھ۔

ماریا نے ان ڈاکوؤں کی گفتگو سنی تو دل میں ہنسنے لگی کہ یہ بھی کتنے بے
وقوف ہیں گھوڑے کے مالک کو تو وہ ساری زندگی تلاش نہ کر سکیں گے
اچھا انہیں آگے آنے دو دیکھتی ہوں کیا کرتے ہیں۔
تینوں ڈاکو جنگل میں گھوڑے کے ارد گرد پھیل گئے اور انہوں نے
چھپ کر گھوڑے کی طرف بڑھنا شروع کر دیا ان کا خیال تھا کہ
گھوڑے کا مالک بھی اسی جگہ گھوڑے کے پاس ہی سو رہا ہوگا وہ مالک
کو ہلاک کرنا چاہتے تھے وہ اندھیرے میں جھاڑیوں کے بیچوں بیچ
رینگتے ہوئے ماریا کے گھوڑے کے قریب پہنچ گئے انہوں نے گھوڑے
کے ارد گرد اس کے مالک کی تلاش شروع کر دی سارا علاقہ چھان مارا
مگر گھوڑے کا مالک انہیں کہیں نہ دکھائی دیا۔
اصل میں گھوڑے کا مالک تو ان کی نظروں سے غائب تھا وہ نظر آتا تو
اسے دیکھتے ماریا ان کو پاگلوں کی طرح ادھر سے اُدھر ٹامک ٹوئیاں

مارتے دیکھ کر بڑی خوش ہو رہی تھی۔

سردار نے کہا۔

کمال ہے گھوڑا موجود ہے اور اس کا مالک کہیں نظر نہیں آ رہا۔؟

دوسرے نے کہا۔: آخر وہ اتنا قیمتی گھوڑا جنگل میں اکیلا چھوڑ کر کہاں جا سکتا ہے۔

تیسرا کہنے لگا۔

میرا تو خیال ہے کہ یہ گھوڑا نہیں بلکہ کوئی بھوت پریت ہے۔؟

سردار بولا۔

میں کسی جن یا بھوت پریت کو نہیں مانتا۔ کمزور آدمی کو ہی بھوت ڈراتے ہیں طاقتور آدمی سے بھوت ڈرتے ہیں اور انسان کے آگے آگے دوڑتے ہیں میں ایک بہادر سردار ہوں میں بھوت سے ہرگز نہیں ڈرتا۔

پہلا ڈاکو بولا۔

تو پھر اس گھوڑے کا مالک کہاں ہے آخر وہ اس جنگل میں گھوڑا چھوڑ کر کہا جا سکتا ہے۔

سردار نے گھوڑے کی پیٹھ پر ہاتھ پھیر کر کہا۔

مالک خواہ کہیں چلا گیا ہو بہر حال یہ قیمتی گھوڑا ہمارا ہے ہم اسے بازار میں بیچ کر بہت روپیہ حاصل کر سکتے ہیں اسے کھول کر ساتھ لے چلو ڈاکے کا مال اسی پر لاد کر لائیں گے۔

سردار کے حکم پر ایک ڈاکو نے ماریا کے عربی نسل کے قیمتی گھوڑے کو درخت سے کھول کر اپنے ساتھ کر لیا اور وہ جنگل میں آگے بڑھنے لگا ماریا سے اب صبر نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ ڈاکو اس کے سامنے اس کا گھوڑا کھول کر لے جا رہے تھے وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور ڈاکوؤں کے پیچھے پیچھے چلنے لگی وہ ڈاکوؤں کو ایک ایسا سبق سکھانا چاہتی تھی کہ وہ آئندہ

سے کسی بے گناہ شریف شہری کے ہاں ڈاکہ نہ ڈالیں اس نے زمین پر سے ایک درخت کی ٹوٹی ہوئی شاخ اٹھائی اور آگے بڑھ کر ڈاکوؤں کے سردار کے سر پر ماردی ڈاکو نے طیش میں آکر پیچھے دیکھا اور ایک ڈاکو کو زور سے تھپڑ ماردیا۔

کمینے! مجھ پر حملہ کرتا ہے۔؟

ڈاکو نے حیرت سے کہا۔

سردار میرے تو دونوں ہاتھ خالی ہیں یہ دیکھ لو۔

اس دفعہ ماریا نے وہی لکڑی پہلے ڈاکو کے سر پر دے ماری وہ سر پکڑ کر بیٹھ گیا دوسرے ڈاکو نے کہا۔

سردار اس جنگل میں بھوت پریت بستے ہیں خدا کے لئے یہاں سے بھاگ چلو۔

سردار نے کڑک آواز میں کہا۔

بکواس بند کرو۔ میں کسی بھوت پریت کو نہیں مانتا مجھ سے بڑھ کر کوئی بھوت نہیں ہے۔

وہ ابھی بات ہی کر رہا تھا کہ ماریا نے زمین پر سے ایک پتھر اٹھا کر سردار کے سر پر دے مارا سردار چکر کھا گیا اور اس کے ماتھے سے خون بہنے لگا ایک ڈاکو نے کانپتے ہوئے کہا۔

سردار بھوتوں نے ہم پر حملہ کر دیا ہے بھاگ چلو۔

سردار نے گرج کر کہا۔

خاموش! یہ بھوت نہیں ہیں ضرور کوئی چھپ کر ہم پر حملہ کر رہا ہے۔

میں ایک ایک کو ابھی مزا چکھاتا ہوں۔

سردار نے تلوار کھینچ لی اور جھاڑیوں پر حملہ کر دیا ماریا نے سوچا کہ اگر چہ وہ غائب ہے مگر اس کا جسم فضا میں موجود ہے وہ نہ ہو کہ سردار کی تلوار لگ جائے اور وہ دو ٹکڑے ہو جائے وہ ایک درخت کے پیچھے ہو گئی

اس نے دیکھا کہ اس کا گھوڑا ایک طرف کھڑا تھا وہ لپک کر اس طرف آ گئی اور گھوڑے پر سوار ہو گئی گھوڑا اس کے سوار ہوتے ہی غائب ہو گیا ڈاکوؤں نے گھوڑے کو غائب ہوتے دیکھا تو وہ تھر تھر کانپنے لگے۔

سردار! گھوڑا غائب ہو گیا۔

اب تو سردار کی سٹی بھی گم ہونے لگی کیونکہ گھوڑا واقعی غائب ہو چکا تھا حالانکہ ایک لمحے پہلے وہ وہاں موجود تھا لیکن وہ ایک بہادر شخص تھا اور وہم پرست نہیں تھا وہ جن بھوت کا بھی مقابلہ کر سکتا تھا یہی وجہ ہے کہ اس نے نعرہ لگا کر کہا۔

او بھوت کے بچے تو جہاں کہیں بھی ہے سامنے آ کر مجھ سے مقابلہ کر چھپ چھپ کر حملہ کرنا مردوں کا نہیں عورتوں کا کام ہے۔

اب سردار کو کیا معلوم کہ یہ ایک عورت ہی تھی جو چھپ چھپ کر اس پر حملہ کر رہی تھی ماریا نے گھوڑے پر بیٹھے بیٹھے ایک ڈاکو کے کندھے پر سے نیزہ کھینچ لیا اور پوری طاقت سے سردار کی ٹانگوں پر مارا نیزہ سردار کی ران میں گھس گیا وہ زخمی ہو کر نیچے گر پڑا ماریا نے دوسرا نیزہ لے کر پہلے ڈاکو کی ران کو بھی شدید زخمی کر دیا تیسرا ڈاکو بھاگنے لگا تو ماریا نے تلوار کا ایک ہاتھ مار کر اس کا ایک پیر کاٹ دیا وہ چیخ مار کر زمین پر گر پڑا۔

ماریا چاہتی تھی کہ وہ ڈاکوؤں کو کچھ اس طرح زخمی کر دے کہ وہ آگے سے کسی بے گناہ شہری کے گھر ڈاکہ مارنے کے قابل نہ رہیں ایک ڈاکو کا ٹخنہ کٹ گیا تھا ماریا نے تلوار چلا کر باقی دو ڈاکوؤں کے بھی ٹخنے توڑ دیے۔ وہاں ایک شور مچ گیا تینوں ڈاکو زخمی ہو کر زمین پر پڑے آہ و بکار کرنے لگے ان کے کٹے ہوئے ٹخنوں سے خون بہہ رہا تھا ماریا نے بلند آواز میں کہا۔

اے ظالم انسانوں! تم لوگوں کو لوٹتے رہے ہو لوگوں کو بے گناہ قتل کر
کے ان کے گھروں کو آگ لگاتے رہے ہو تمہیں اپنے گناہوں کی سزا
مل گئی ہے اب تم کسی کا گھر نہ لوٹ سکو گے کسی کو قتل نہ کر سکو گے میں
نے معصوم انسانوں کو تمہارے ظلم وستم سے بچا لیا ہے۔

ڈاکو ہکا بکا ہو کر رہ گئے وہ ماریا کی آواز سن رہے تھے مگر وہ انہیں دکھائی
نہیں دے رہی تھی وہ سمجھ گئے کہ کوئی چڑیل وہاں آ گئی ہے سردار نے
کہا۔

کیا تم کوئی چڑیل ہو اگر تم چڑیل ہو تو انسانوں سے ہمدردی کیوں کرتی
ہو چڑیل تو انسانوں کو کھا جاتی ہے۔؟

ماریا نے کہا۔

میں چڑیل نہیں ہوں میں ایک نیک دل روح ہوں میں غریب لوگوں کی
دوست ہوں اور ظلم کرنے والوں کی دشمن ہوں میں تمہیں گردن مروڑ
کر مار سکتی تھی مگر میں نے ایسا نہیں کیا اس لئے کہ میں جانتی ہوں کہ
اگر انسان توبہ کر لے تو وہ پھر سے نیک بن سکتا ہے اس لئے اب تم تو
بہ کر لو کہ آئندہ سے برائی نہیں کرو گے اگر تم نے ایسا نہ کیا اور پاؤں
ٹھیک ہو جانے کے بعد پھر سے لوگوں کے گھر لوٹ کر ان کو قتل کرنا
شروع کر دیا تو میں ایک روز آ کر تمہاری گردنیں مروڑ دوں گی۔

ڈاکوؤں نے ایک آواز ہو کر کہا۔

اے نیک دل روح ہم وعدہ کرتے ہیں کہ آئندہ سے نیک زندگی بسر
کریں گے اور کبھی کسی آدمی کا گھر نہیں لوٹیں گے کبھی کسی بے گناہ
شریف شہری کو قتل نہیں کریں گے آئندہ سے ہم محنت مزدوری کر کے
اچھے آدمیوں کی طرح زندگی بسر کریں گے۔

ماریا بولی۔

شاباش! میں تم کو معاف کرتی ہوں خدا بھی تم کو معاف کر دے گا

کیونکہ تم نے توبہ کر لی ہے اور مجھے امید ہے کہ تم اپنی توبہ پر قائم رہو گے اب تم یہاں سے فوراً نکل جاؤ۔

بہت اچھا اے نیک روح۔

ڈاکوؤں نے ایک دوسرے کو سہارا دے کر گھوڑوں پر سوار کرایا اور وہاں سے رفو چکر ہو گئے ماریا جنگل میں اکیلی رہ گئی وہ دل ہی دل میں بہت مسکرائی پھر وہ اسی جگہ جھاڑیوں میں آ گئی گھوڑے کو درخت کے ساتھ باندھا اور خود گھاس پر لیٹ کر سو گئی ساری رات وہ بے سدھ ہو کر سوئی رہی اس کا گھوڑا پاس ہی درخت کے ساتھ بندھا رہا۔

ماریا کی آنکھ کھلی تو دھوپ نکل آئی تھی اس نے اٹھ کر چشمے پر غسل کیا درختوں سے پھل توڑ کر کھائے ٹھنڈا پانی پیا گھوڑے کو بھی گھاس کھلا کر پانی پلایا دونوں تازہ دم ہو گئے ماریا گھوڑے پر سوار ہوئی گھوڑا غائب ہو گیا اور وہ اپنے نامعلوم سفر پر روانہ ہو گئی وہ سفر کرتی ہوئی دکھائی نہیں دے رہی تھی صرف گھوڑے کے ٹاپوں کی ہلکی ہلکی آواز آ رہی تھی اور جہاں جہاں سے گھوڑا گزرتا تھا وہاں وہاں سے گھاس ایک طرف کو دب جاتی تھی جہاں جہاں سے وہ گزرتی پرندے اس کی آواز سن کر درختوں پر سے اڑ جاتے۔

دوپہر تک وہ چلتی رہی وہ گھوڑے پر بیٹھے بیٹھے تھک گئی تھی وہ چاہتی تھی کہ اتر کر دم بھر کر آرام کر لے کہ اچانک اسے کسی لڑکے کی دردناک آواز سنائی دی۔

دیوتاؤں کے لئے مجھے نہ مارو .... مجھے نہ مارو۔

لڑکے کی التجا میں بڑا درد تھا وہ رو رو کر کسی سے فریاد کر رہا تھا ماریا کا دل درد سے بھر آیا اس نے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور جدھر سے آواز آ رہی تھی وہاں آ گئی اس نے جھاڑیوں کے پیچھے سے دیکھا کہ ایک تیرہ چودہ برس کا بڑا ہی خوبصورت سنہری بالوں اور نیلی آنکھوں والا لڑکا رسیوں

سے درخت کے ساتھ بندھا ہوا تھا اور ایک حبشی غلام جو کہ پورا جن
معلوم ہو رہا تھا خنجر ہاتھ میں لیے اس کی نوک لڑکے کی آنکھوں کی
طرف کیے کھڑا تھا لڑکا رو رہا تھا اور حبشی جن ہنس رہا تھا۔

میری آنکھیں نہ نکالو۔ مجھے معاف کر دو۔ مجھ پر رحم کرو۔

لڑکا بار بار روتے ہوئے حبشی سے التجا کر رہا تھا حبشی جن قہقہہ لگا کر
بولا۔

تمہاری سوتیلی ماں نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہاری آنکھیں نکال کر
تمہیں قتل کر دوں اور پھر تمہیں زمین میں دفن کر دوں یہ دیکھو میں نے
تمہارے لئے قبر بھی تیار کر لی ہے میں تمہاری آنکھیں نکال کر تمہاری
سوتیلی ماں کو پیش کروں گا اور انعام پاؤں گا اب مرنے کے لئے تیار
ہو جاؤ۔

لڑکے نے گڑگڑا کر کہا۔

مجھ پر رحم کرو اگر تم نے مجھے قتل کر دیا تو میری اپنی ماں غم سے مر جائے
گی میری سوتیلی ماں سے کہو کہ وہ میری ساری جائیداد لے لے مگر
مجھے نہ مارے۔

حبشی غلام نے گرج کر کہا۔

خاموش رہو اس قسم کی باتیں کر کے تم میرے دل کو موم نہیں کر سکتے
میں پہلے تمہاری آنکھیں نکالوں گا پھر تمہیں قتل کر کے اس زمین میں
دفن کر دوں گا اور پھر تمہاری آنکھیں تمہاری سوتیلی ماں کو پیش کر کے
ایک ہزار سونے کی اشرفیاں حاصل کروں گا۔

حبشی خنجر تانے لڑکے کی آنکھوں کا نشانہ باندھ کر آگے بڑھنے لگا ماریا
فوراً سمجھ گئی کہ کوئی سنگدل عورت جائیداد کی وجہ سے اس سوتیلے بیٹے کو
قتل کروا رہی ہے ماریا کو وہ وقت یاد آ گیا جب ایک حبشی اس کی
آنکھیں نکالنے کے لئے اس کی طرف بڑھ رہا تھا اور وہ بے بسی سے

اس کو دیکھ رہی تھی۔

وہ لڑکے کو بچانے کے لئے آگے بڑھی گھوڑے کو وہ حبشی غلام کے عقب میں لے آئی حبشی نے گھوڑے کی ٹاپوں کی آواز سنی تو پلٹ کر دیکھا۔

وہاں کوئی گھوڑا نہیں تھا وہ اسے اپنا وہم سمجھا اور خنجر لے کر لڑکے کی طرف آیا ماریا نے تلوار کھینچ لی اور گھوڑا دوڑاتی ہوئی حبشی کے پاس آئی اور تلوار کا ایک بھرپور وار کر کے اس نے حبشی کا وہ ہاتھ کاٹ کر رکھ دیا جس میں اس نے خنجر پکڑ رکھا تھا حبشی چیخ مار کر زمین پر بیٹھ گیا ماریا دوبارا گھوڑا دوڑاتی ہوئی حبشی کی طرف آئی اور تلوار کے دوسرے وار سے اس نے حبشی کا سر تن سے جدا کر دیا لڑکا درخت کے ساتھ بندھا حیرانی سے حبشی کا سر کٹا اور اسے تڑپ تڑپ کر مرتے دیکھتا رہا اسے گھوڑے کے ٹاپوں کی آواز آ رہی تھی اور کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

زہر کا پیالہ

ظالم حبشی مر گیا تو ماریا گھوڑے سے اتر کر لڑکے کے پاس آئی۔

لڑکے نے دیکھا کہ ایک خالی گھوڑا اس کے قریب آ کر رک گیا ہے وہ سہم گیا کہ یہ ماجرا کیا ہے ماریا نے کہا۔

میرے بیٹے میں تجھے نظر نہیں آ رہی میں تجھے نظر آ بھی نہیں سکتی، اس لئے کہ میں غائب ہوں مجھ سے ڈرو نہیں میں بھی تیری طرح ایک انسان ہوں اور عورت ہوں میں کوئی جن بھوت یا چڑیل نہیں ہوں کسی کے جادو کے زور سے غائب ہو گئی ہوں میں جنگل میں سے گزر رہی تھی کہ میں نے تیزی فریاد سنی اور تیری مدد کے لئے پہنچ گئی۔

لڑکا ڈر گیا اس کا چہرہ زرد پڑ گیا ماریا نے ایک بار پھر اسے تسلی دی۔

بیٹے! مجھ سے ڈرو نہیں اگر میں نے تمہیں نقصان پہنچانا ہوتا تو تمہیں اس ظالم حبشی سے نہ بچاتی مجھ پر اعتبار کرو میں بھی تمہاری طرح انسان ہوں فرق صرف اتنا ہے کہ تم دکھائی دیتے ہو میں دکھائی نہیں دیتی اس کی وجہ وہ جادو ہے جو مجھ پر کر دیا گیا ہے۔

ان باتوں سے لڑکے کو کچھ حوصلہ ہوا۔ ماریا نے آگے بڑھ کر لڑکے کی رسیاں کھولنی شروع کر دیں لڑکا ماریا کے ہاتھوں کو اپنے جسم پر محسوس کر رہا تھا مگر وہ انہیں دیکھ نہیں سکتا تھا ماریا نے اسے کھول کر آزاد کر دیا اور کہا۔

اب بتاؤ۔ تم کون ہو اور تمہارا نام کیا ہے۔؟

لڑکے نے سہمی ہوئی آواز میں بتایا کہ اس کا نام زمرد ہے اسکا باپ کروڑ پتی ہے اس نے دوسری شادی کر لی اس کے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوا اب میری سوتیلی ماں چاہتی ہے کہ میرے باپ کی ساری جائیداد، زمینیں، باغ اور محل اسکے لڑکے کو ملیں چنانچہ اس نے مجھے قتل کرانے کی سازش کی۔

اگر آپ میری مدد کو نہ آتیں تو حبشی غلام نے مجھے مار ڈالا ہوتا اور میری آنکھیں نکال کر میری سوتیلی ماں کو جا کر دے دیتا۔

ماریا نے پوچھا۔

کیا تمہاری اپنی ماں کو کچھ خبر نہیں تھی۔؟

زمرد نے کہا۔

وہ بے چاری تو بیمار پڑی ہے میرا باپ اس کو بالکل نہیں پوچھتا سوتیلی ماں نے اس کے خلاف بھی میرے باپ کے کان بھر دیے ہیں۔

ماریا بولی۔

کوئی بات نہیں تم میرے ساتھ آؤ میں تمہیں تمہاری ماں کے حوالے کرتی ہوں اور تمہاری سوتیلی ماں کی بھی خبر لیتی ہوں شرط صرف یہ

ہے کہ تم ہرگز ہرگز میرے بارے میں کسی کو کچھ نہ بتانا۔

بہت اچھا۔

ماریا نے لڑکے زمرد کو گھوڑے پر بٹھایا اور اس کے گھر کی طرف چل دی جنگل میں کچھ دیر چلنے کے بعد سامنے ایک شہر نظر آیا یہ وہی بستی اور وہی شہر تھا جس کے رہنے والوں کو عنبر اور ناگ نے اپنی جان خطرے میں ڈال کر کالی بلا سے بچایا تھا اور جہاں اب بتوں کی نہیں بلکہ خدائے واحد کی عبادت ہوتی تھی ماریا شہر میں داخل ہوئی تو لوگوں نے یہی دیکھا کہ ایک لڑکا گھوڑے پر سوار چلا آرہا ہے ماریا کسی کو دکھائی نہیں دے رہی تھی کیونکہ وہ تو غائب تھی زمرد شہر کی مختلف گلیوں اور بازاروں میں سے ہوتا ہوا ماریا کو اپنے باپ کی حویلی کے پچھواڑے لے آیا یہاں ایک شکستہ سا دروازہ تھا جس کے اندر ڈیوڑھی میں زمرد کی اصلی ماں اور اس حویلی کی اصلی مالکن رہتی تھی۔

زمرد نے کہا۔

اس جگہ میری ماں رہتی ہے۔

ماریا نے سب سے پہلے زمرد کو گھوڑے پر سے اتارا ماریا گھوڑے کے ساتھ ساتھ چلتی ہوئی شہر میں داخل ہوئی تھی اس لئے کہ وہ نہیں چاہتی تھی کہ لوگ یہ منظر دیکھ کر حیران ہو کہ دیکھیں کہ ایک لڑکا ہوا میں بیٹھا چلا آرہا ہے کیونکہ ماریا کے گھوڑے پر سوار ہوتے ہی گھوڑے نے غائب ہو جانا تھا ماریا نے گھوڑے کو مکان کے باہر باندھا اور زمرد کو لے کر اس کی ماں کے پاس آگئی اس کی ماں بیمار تھی اور چارپائی پر لیٹی تھی اس بے چاری کو خبر ہی نہیں تھی کہ اس کے جگر کے ٹکڑے کو قتل کیا جارہا تھا زمرد نے جب ماں کو ساری بات سنائی تو اس نے روتے ہوئے بچے کو گلے سے لگالیا۔

میرے بچے! میں تیرے باپ سے کہوں گی کہ تیری ساری جائیداد

اسی سوتیلی ماں کے بچے کو دے دے ہمیں جائیداد کی کوئی ضرورت

نہیں خدا کا شکر ہے کہ تمہاری جان بچ گئی۔

جب زمرد نے بتایا کہ ایک غیبی عورت ماریا نے اس کی جان بچائی ہے

تو اسے یقین نہ آیا ماریا وہاں پاس ہی کھڑی تھی اب وقت تھا کہ وہ

بولے چنانچہ اس نے کہا۔

زمرد کی نیک دل ماں اس میں کوئی شک نہیں کہ میں نے ہی خدا کے

فضل سے تمہارے بچے کی جان اس ظالم حبشی سے بچائی ہے تمہارے

بیٹے کی خوش قسمتی ہے کہ میں وقت پر وہاں پہنچ گئی میں بھی تمہاری

طرح ایک عام عورت ہوں کوئی جن بھوت نہیں ہوں صرف جادو کے

زور سے غائب ہو گئی ہوں جس وقت جادو کا زور ٹوٹ جائے گا تو

اپنے آپ اصلی شکل میں آ جاؤں گی میری بات کا یقین کرو۔

زمرد کی ماں بڑی حیران ہوئی کہ عورت نظر نہیں آ رہی لیکن اس کی آواز

آ رہی ہے اس نے تہہ دل سے ماریا کا شکریہ ادا کیا کہ اس نے اس

کے جگر کے ٹکڑے کی جان بچائی ماریا نے کہا۔

اب تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں زمرد کی سوتیلی ماں کا علاج میں

خود کر لوں گی اس لئے کہ وہی اس فتنے کی جڑ ہے۔

زمرد کی ماں نے کہا۔

بیٹی ماریا۔ اتم خواہ مخواہ کیوں مصیبت مول لے رہی ہو، میری قسمت

میں ہی اگر یہ ٹھوکریں لکھی ہیں تو مجھے منظور ہیں میں خدا سے گلہ نہیں

کرتی۔

ماریا نے کہا۔

ہرگز نہیں بہن! تمہاری قسمت میں ٹھوکریں نہیں لکھیں اس ظالم عورت

نے تجھ کو اس حالت میں پہنچایا ہے وہ دوبارہ بھی تمہارے بچے کو ہلاک

کرنے کی کوشش کر سکتی ہے اس لئے برائی کو جڑ سے اکھیڑنا بہت

ضروری ہو گیا ہے۔

ماریا نے زمرد سے اس کی سوتیلی ماں کا حلیہ پوچھا اسے بتایا گیا کہ اس کی سوتیلی ماں کے بال لمبے ہیں آنکھیں بلی کی طرح کی ہیں اور ماتھے پہ ہر وقت تیوری چڑھی رہتی ہے اور تیز تیز غصے میں باتیں کرتی ہے

ماریا نے کہا۔

میں ابھی جا کر ذرا اس سے ملاقات کرتی ہوں۔

ماریا مکان کی ڈیوڑھی میں سے گزر کر بیچ والے صحن میں آ گئی یہ حویلی بہت عالی شان تھی صحن کے بیچ میں امیر لوگوں کے گھروں کی طرح حوض تھا جس میں سرخ مچھلیاں تیر رہی تھیں چاروں طرف اوپر تک حویلی کی منزلیں اٹھتی چلی گئیں تھیں ماریا ایک غلام گردش میں آ گئی ہر طرف مکان میں چہل پہل تھی نوکرانیاں اور غلام اپنے اپنے کام میں لگے تھے کوئی چاول چھانٹ رہا تھا تو کوئی کنیز پھولوں کے گجرے تیار کر رہی تھی ماریا ایک بہت حسین اور سجے سجائے ہال کمرے میں آ گئی اس کو تو کوئی بھی نہیں دیکھ سکتا تھا مگر وہ سب کو دیکھ رہی تھی۔

اس ہال کمرے کے درمیان میں ایک بڑا شاندار ریشمی گدیلوں اور تکیوں والا پلنگ بچھا تھا جس پر ایک عورت گاؤ تکیے کے سہارے بیٹھی سرخ انگور کھا رہی تھی اس کے پاس ایک کنیز سر جھکائے کھڑی اسے مور کے پروں سے بنا ہوا پنکھا جھل رہی تھی ماریا اس عورت کے قریب آ گئی اس نے زمرد کی سوتیلی ماں کو صاف پہچان لیا لمبے بال، بلی ایسی مکار آنکھیں اور ماتھے پر چڑھی ہوئی تیوری اس عورت نے فکر مند ہو کر کنیز سے کہا۔

حبشی غلام ابھی تک نہیں آیا اسے اب تک آ جانا چاہیے تھا۔

پھر وہ غور سے ایک طرف تکنے لگی جیسے کچھ سوچ رہی ہو ماریا پلنگ کے ایک طرف خاموش کھڑی رہی ایک بوڑھا غلام اندر آیا اس نے جھک

کرزمرد کی سوتیلی ماں کو سلام کیا اور پاس آ کر بولا۔

حضور غضب ہو گیا جنگل میں حبشی غلام کی لاش پڑی ہے اور زمرد اپنی ماں کے پاس بیٹھا ہے۔

سوتیلی ماں کو جیسے بھڑ نے کاٹ کھایا ہو وہ تڑپ کر پلنگ سے نیچے اتر آئی کیا بک رہے ہو؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔؟

بوڑھے غلام نے کہا۔

حضور! میں اپنی آنکھوں سے غلام کی لاش دیکھ کر آیا ہوں اور میں نے ابھی ابھی زمرد کو اپنی ماں کے پاس بیٹھے ہوئے دیکھا ہے۔

سوتیلی ماں کی آنکھوں میں خون اتر آیا اس نے غصے سے پاؤں فرش پر مار کر کہا۔

مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے کیسے ہو گیا؟ اس چھوٹے سے لڑکے نے حبشی غلام کو کیسے قتل کر دیا؟ ضرور اس میں کسی کا ہاتھ ہے۔

وہ بڑی بے چینی سے کمرے میں ٹہلنے لگی پھر رک گئی اور ہاتھ کے اشارے بوڑھے غلام کو وہاں سے چلنے جانے کا حکم دیا بوڑھا غلام چلا گیا تو سوتیلی ماں نے کنیز سے کہا۔

شگوفہ!

کنیز نے ادب سے کہا۔

جی حضور!

فوراً مرینا کو حاضر کرو۔

بہتر حضور!

کنیز مرینا کو لینے چلی گئی معلوم ہوتا تھا کہ مرینا کوئی بڑی چالاک عورت ہے جو سوتیلی ماں کی رازدار ہے سوتیلی ماں پلنگ پر بیٹھ کر گہری سوچ میں ڈوب گئی ماریا ذرا پرے ہٹ کر ایک سنگ مرمر کی کرسی پر چپ چاپ بیٹھ گئی کہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہے اور سوتیلی ماں

اس پھپھے کٹنی سے کیا باتیں کرتی ہے۔

ریشمی پردہ ایک طرف ہٹا اور مرینا اندر داخل ہوئی اس نے جھک کر سلام کیا اور سوتیلی ماں کے پلنگ کے پاس آ کر زمین پر بیٹھ گئی اور کہنے لگی۔

سرکار نے ناچیز کو یاد فرمایا؟

ہاں مرینا! مجھے تم سے ایک بہت اہم کام لینا ہے تم جانتی ہو کہ میں نہیں چاہتی کہ میرے خاوند کی کروڑوں کی جائیداد میں سے اس کی پہلی بیوی کے لڑکے زمرد کو ایک پائی بھی ملے۔

مرینا خوشامد کرتے ہوئے بولی۔

حضور یہ تو صرف آپ کے بیٹے کا ہی حق ہے وہ تو شہزادہ ہے شہزادہ بھلا زمرد کو کیا حق ہے کہ وہ آپ کے بیٹے کا مقابلہ کرے۔

سوتیلی ماں نے کہا۔

پس میں نے فیصلہ کر لیا ہے میں زمرد کو اپنے راستے سے ہٹا دوں اس کے لئے مجھے تمہاری خدمات کی ضرورت ہے اگر تم نے میرا یہ کام ٹھیک سے کر دیا تو میں تمہیں دولت سے مالا مال کر دوں گی۔

پھپھے کٹنی بولی۔

حضور آپ حکم کریں میں تو آپ کی غلام ہوں۔

سوتیلی ماں کہنے لگی۔

میرے پاس ایک ایسا مہلک زہر ہے جو پھیکا ہے اس کا کوئی ذائقہ نہیں زمرد ہر روز رات کو دودھ پی کر سوتا ہے میں چاہتی ہوں کہ یہ زہر اس کے دودھ والے گلاس میں جا کر ڈال دو تا کہ رات کو وہ سونے سے پہلے یہ دودھ پیے اور مر جائے۔

مرینا نے کہا۔

حضور! آپ سلامت رہیں بھلا یہ بھی کوئی مشکل کام ہے میں ابھی آج

ہی اس نابکار کا کام تمام کردوں گی آج شام ہی اس کے دودھ میں زہر
ملا دوں گی اس کے ہاں دودھ میرے گھر سے ہی جاتا ہے۔

اب تم جا کر اپنا کام کرو۔

مرینا سلام کر کے چلی گئی ماریا کو بڑا غصہ آیا کہ جائیداد کی ہوس نے
اس عورت کو اس قدر اندھا کر دیا ہے کہ وہ ایک معصوم بچے کی زندگی
سے کھیل رہی ہے پہلے خدا نے اسے حبشی کے ہاتھوں قتل ہونے سے
بچا لیا اور اب یہ ظالم عورت اسے زہر دے کر ہلاک کرنا چاہتی ہے
ماریا نے سوچا کہ اس عورت کو اس کے گناہ کا ضرور مزہ چکھانا چاہیے
اور قدرت کا یہ اصول ثابت کر دینا چاہیے کہ جو کسی کے لئے گڑھا
کھودتا ہے اس کے لئے کنواں تیار ہوتا ہے۔

ماریا نے اس سوتیلی ماں کو اپنی کوئی نشانی دکھانی چاہی۔

وہ اس کے پلنگ کے پاس کھڑی تھی اس نے سوتیلی ماں کے قریب
تخت پر رکھی ہوئی رقابی اٹھا کر زمین پر دے ماری مکار عورت بڑی
حیران ہوئی کہ یہ پلیٹ اپنے آپ زمین پر کیسے گر کر ٹوٹ گئی ابھی وہ
سوچ ہی رہی تھی کہ ماریا نے اس کے سر پر زور سے ایک مکا مار دیا
سوتیلی ماں چیخ مار کر دوسرے کمرے میں بھاگ گئی۔ بھوت، بھوت آ
گیا، بھوت آ گیا۔

ماریا نے سوچا کہ ابھی بھوت کہاں آیا ہے بھوت تو آئے گا ماریا جلدی
سے نیچے ڈیوڑھی میں زمرد کی ماں کے پاس آ گئی اس نے اسے جب
سب کچھ بتا دیا کہ آج اسکے بیٹے کے لئے گوالن کے گھر سے جو دودھ
آئے گا اس میں زہر ملا ہوا ہو گا زمرد کی ماں ہوشیار ہو گئی ماریا بھی اسی
جگہ موجود تھی۔

رات کو گوالن گلاس میں دودھ لے کر آئی۔ ماریا نے کہا۔

یہ دودھ کا گلاس مجھے دے دو۔

ماریا دودھ کا گلاس لے کر اوپر سوتیلی ماں کے کمرے میں آگئی وہ پلنگ پر لیٹی سونے کی تیاریاں کر رہی تھی اس کے سرہانے بھی دودھ سے بھرا ہوا چاندی کا ایک گلاس طشتری سے ڈھکا ہوا رکھا تھا ماریا نے سوتیلی ماں کی نظر بچا کر اس گلاس میں سے دودھ نکال کر وہ زہریلا دودھ ڈال دیا جو سوتیلی ماں نے زمرد کے لئے بھجوایا تھا خود پرے ہو کر تماشہ دیکھنے لگی۔

کنیز کمرے میں داخل ہوئی سوتیلی ماں نے کہا۔

میرے سر کی آہستہ آہستہ مالش کرو، اور پھر میرے پاؤں میں خرطوم کی مہندی لگا دینا میرے پاؤں گرم ہو جاتے ہیں۔

کنیز نے سر جھکایا اور پلنگ کے پیچھے سے آ کر سوتیلی ماں کے بالوں میں تیل کی مالش کرنے لگی تھوڑی دیر بعد ہی اسے نیند آنی شروع ہو گئی اس نے غنودگی میں کہا۔

مجھے دودھ پلا دو۔

کنیز نے بڑے ادب سے چاندی کی طشتری ہٹا کر دودھ سے بھرا ہوا گلاس سوتیلی ماں کے ہاتھوں میں تھما دیا اس نے بغیر کچھ کہے سنے گلاس منہ سے لگایا اور غٹا غٹ پی گئی دودھ ختم کر کے اس نے گلاس تخت پر ابھی رکھا ہی تھا کہ ایک دم اس کے سارے بدن کو ایک جھٹکا لگا وہ اٹھ کر بیٹھ گئی اس نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے کنیز کو دیکھ کر پوچھا۔

یہ میں نے کیا پی لیا ہے۔؟

حضور.............دودھ تھا۔؟

نہیں.............نہیں............یہ کچھ اور تھا۔؟

سرکار دودھ ہی تھا۔

یہ............یہ زہر تھا..........میں نے زہر پی لیا ہے بچاؤ۔ بچاؤ۔

سوتیلی ماں کی چیخ کی آواز سن کر سارے غلام اور کنیزیں وہاں جمع ہو

گئیں سوتیلی ماں پلنگ پر اس مچھلی کی طرح تڑپ رہی تھی جو پانی سے باہر نکال کر ریت پر پھینک دی جائے..........اور پھر اس کے سارے جسم نے پھٹنا شروع کر دیا دوسرے لمحے وہ مر چکی تھی۔

خوفناک آواز

زمرد ایک بہت بڑے دشمن سے بچ گیا۔

جس عورت نے اس معصوم بچے کے راستے میں گڑھا کھودنے کی دوبار کوشش کی تھی وہ اپنے ہی کنوئیں میں گر گئی۔ ماریا نے زمرد کی ماں سے کہا کہ اس کا خاوند اور زمرد کا باپ اب اس کے پاس ضرور آئے گا اور اپنے گناہوں کی معافی مانگے گا اور یہی ہوا۔ ان کے گھر میں خوشی اور مسرت کے شادیانے بجنے لگے ماریا نے ان سے اجازت لی اور وہاں سے چل دی۔

دوسروں کے دکھوں کا علاج کر کے اسے ایک فائدہ ضرور ہوا تھا کہ وہ اپنے دکھ بھول گئی تھی اب جو وہاں سے اکیلی ہو کر چلی تو اسے پھر اپنا

دکھ یاد آ گیا۔

اور یہ دیکھ تھا عنبر اور ناگ سے جدا ہونے کا اسے یوں محسوس ہونے لگا تھا کہ شاید اب وہ زندگی بھر اپنے بھائیوں سے نہیں مل سکے گی وہ گھوڑے پر سوار شہر کے بازاروں میں سے ہو کر نکل گئی کسی نے اس کو نہ دیکھا کیوں کہ وہ کسی کو نظر نہیں آ رہی تھی دن ابھی ابھی نکلا تھا شہر میں بڑی گہما گہمی شروع ہو رہی تھی دکانوں پر لوگ ناشتے کر رہے تھے ماریا کو بھی بھوک محسوس ہونے لگی کیونکہ وہ زمرد کے گھر سے ناشتہ کر کے نہیں نکلی تھی اس نے چوک میں رک کر دیکھا کہ ایک دکان پر انجیریں فروخت ہو رہی تھیں۔

ایک موٹی گول گردن والا یہودی انجیریں بیچ رہا تھا وہ انجیروں کو چھوٹی چھوٹی ٹوکریوں میں ڈال کر ایک طرف رکھے جا رہا تھا ماریا نے سوچا کہ آج انجیروں کا ہی ناشتہ کیا جائے۔

وہ موٹے یہودی کی دکان کے سامنے جا کر کھڑی ہو گئی ایک غریب عورت نے اپنے چھوٹے سے بچے کے ہاتھ میں ایک پیسہ دے کر یہودی سے کہا۔

بھائی! میرے بچے کو ایک پیسے کی انجیر دے دو۔

یہودی نے نفرت کے ساتھ بوڑھی عورت کو دیکھا اور اس کے بچے کے ہاتھ سے پیسہ چھین کر بازار میں پھینک دیا۔

کمینی عورت یہ دکان تیرے باپ کی نہیں ہے بھاگ جا یہاں سے بڑی آئی ایک پیسے کی انجیریں لینے والی انجیریں لینی ہیں تو سونے کی اشرفی لا کر دو۔

بوڑھی عورت نے التجا کی۔

بھائی میرا بچہ رات بھر سے بھوکا ہے کچھ اس معصوم کا ہی خیال کرو مگر سنگدل یہودی نے اسے گالی دے کر کہا۔

بھاگتی ہے یہاں سے یا ایک پتھر تمہارے سر پہ ماروں؟ دفع ہو جا

میری آنکھوں کے سامنے سے۔

غریب عورت اپنے بھوکے بچے کو لے کر سر جھکائے روتی ہوئی آگے

چلی گئی ماریا کو یہودی پر بے حد غصہ آیا اس نے ایک غریب بوڑھی

عورت کی سخت بے عزتی کی تھی ماریا دکان کے قریب آ گئی اس نے

ہاتھ آگے بڑھا کر انجیر کی ایک بڑی سی ٹوکری اٹھا کر گھوڑے پر رکھ دی

یہودی نے دیکھا کہ ایک ٹوکری اس کے سامنے غائب ہو گئی ہے اس

کے بعد ماریا نے دوسری ٹوکری بھی غائب کر دی اب تو یہادی

دہشت زدہ ہو گیا اب ماریا نے کیا کیا کہ یہودی کی دکان میں سجی ہوئی

انجیروں کی ٹوکریاں ایک ایک کر کے نالے میں الٹنا شروع کر دیں

یہودی نے چیخ کر آسمان سر پر اٹھا لیا۔

مجھے بچاؤ میں لٹ گیا مجھے بچاؤ میں لٹ گیا۔ بھوت نے میری دکان پر

حملہ کر دیا۔

لوگ وہاں جمع ہو گئے اس وقت تک ظالم یہودی کے سارے پھل

نالے کے پانی میں گر چکے تھے ماریا دو توں ٹوکریاں تھام کر گھوڑے پر

سوار ہو کر آگے بڑھی اس نے آخر ایک جگہ پرانے مکان کی دیوار کے

ساتھ بیٹھی غریب عورت اور اس کے بھوکے بچے کو دیکھ لیا وہ ان کے

قریب آئی اور دونوں ٹوکروں کی انجیریں اس عورت کی خالی جھولی

میں الٹ دیں اور کہا۔

اے نیک ماں ان انجیروں سے اپنا اور اپنے بیٹے کا پیٹ بھر یہ خدا نے

تمہارے لیے بھیجی ہیں۔

غریب عورت نے اپنی جھولی انجیروں سے بھری ہوئی دیکھی تو پھٹی

پھٹی آنکھیں اٹھا کر ادھر اُدھر دیکھنے لگی مگر اسے کچھ نظر نہیں آ رہا تھا اس

کے بھوکے بچے نے فوراً انجیریں کھانی شروع کر دیں ماریا نے کہا۔

نیک دل ماں مجھے دیکھنے کی کوشش نہ کرو، انجیریں کھا کر اپنی بھوک
مٹاؤ اور رب کا شکر ادا کرو جس نے یہ نعمتیں پیدا کیں۔
بوڑھی عورت نے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر کہا۔
اے میرے رب تیرا ہزار شکر ہے کہ تو نے مجھے اور میرے بھوکے بچے
کو کھانے کو کچھ دیا۔
ماریا اس ماں بیٹے کو مزے سے انجیریں کھاتا چھوڑ کر آگے روانہ ہوگئی
وہ قریب قریب شہر سے باہر نکل آئی تھی شہر کے پکے مکانوں کا سلسلہ
اب ختم ہوگیا تھا اور فصیل کی گری پڑی ٹوٹی پھوٹی دیوار شروع ہو چکی
تھی ماریا دیوار کے ساتھ ساتھ چلتی شہر سے باہر آگئی ایک کچی سڑک
شہر سے باہر میدانوں اور پہاڑیوں جنگلوں کی طرف نکل گئی تھی ماریا
نے سوچا کہ اگر وہ اس سڑک پر چلتی گئی تو اسے جنگل میں رات آجائے
گی۔

ٹھیک ہے میں رات جنگل میں ہی بسر کروں گی شہروں سے جنگل ہزار
درجے بہتر ہوتے ہیں کم از کم وہاں انسان انسان پر ظلم تو نہیں کرتا۔
وہ جنگل کو جانے والی کچی سڑک پر تھوڑی سی دور ہی گئی تھی کہ اسے
اپنے پیچھے گھوڑوں کی تیز تیز ٹاپوں کی آواز سنائی دی وہ راستہ چھوڑ کر
ایک طرف ہٹ گئی دوسرے ہی لمحے دو گھوڑ سوار بڑی تیزی سے
گھوڑے دوڑاتے اس کے قریب سے گزر گئے ایک گھوڑ سوار نے
ایک لڑکی کو زبردستی آگے ڈال رکھا تھا جو شور مچا رہی تھی۔
بچاؤ۔ بچاؤ۔ مجھے بچاؤ۔
ماریا سمجھ گئی کہ یہ بردہ فروش ہیں اور کسی شریف لڑکی کو اس غرض سے
اغوا کر کے لیے جا رہے ہیں کہ وہ اسے دوسرے شہر میں لے جا کر بیچ
دیں گے ماریا نے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور باگیں ڈھیلی چھوڑ دی عربی
نسل کا گھوڑا دیکھتے ہی دیکھتے ہوا میں ہوگیا ہو تھوڑے فاصلے پر رہ کر

ڈاکوؤں کا پیچھا کرنے لگی ڈاکو جنگل میں داخل ہو گئے ماریا بھی ان

کے ساتھ ہی جنگل میں داخل ہو گئی بردہ فروش ڈاکوؤں نے ایک جگہ

جھاڑیوں کی اوٹ میں پہنچ کر لڑکی کو گھوڑے پر سے نیچے گرا دیا اور

اسے زور زور سے طمانچے مارنے شروع کر دیے۔

کمینی شور مچاتی ہے خبردار جواب آواز نکالی نہیں تو تمہارا گلا اسی جگہ

کاٹ کر رکھ دیں گے۔

لڑکی نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

خدا کے لئے مجھے میرے گھر پہنچا دو میرا باپ مر جائے گا مجھ پر رحم

کرو۔

میرے بوڑھے باپ پر رحم کرو۔

دوسرے بردہ فروش نے زور سے لڑکی کے منہ پر تھپڑ مارا اور کہا۔

خاموش ذلیل لڑکی اب اپنے باپ کو بھول جا اب ساری زندگی تو اپنے

باپ کی شکل نہ دیکھ سکے گی اب تمہیں وہی کرنا ہوگا جو ہم کہیں گے۔

لڑکی نے کہا۔

میں مر جاؤں گی مگر تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گی۔

بردہ فروش نے پہلے تو لڑکی کو خوب مارا پیٹا پھر اسے درخت کے ساتھ

باندھ کر اس کے منہ میں کپڑا ٹھونس دیا۔

یہ کم بخت تو وبالِ جان بن رہی ہے۔

فکر نہ کرو، اگر یہ سیدھی طرح سے وہ مانی تو اسے اسی جگہ قتل کر کے ندی

میں پھینک دیں گے۔

لیکن ہم اسے منڈی میں فروخت کریں گے لڑکی کا رنگ گورا ہے کم از

کم دو ہزار اشرفیاں ضرور مل جائیں گی۔

ارے گھبراتے کیوں ہو؟ یہ کیا ہے اس کا باپ بھی ہمارے ساتھ چلے گا

لاؤ جھولے میں سے خرگوش کے کباب کم بخت سخت بھوک لگ رہی

ہے۔

دونوں بردہ فروش خرگوش کے کباب نوش کرنے لگے ماریا ایک طرف گھوڑے پر بیٹھی یہ سارا تماشہ دیکھ رہی تھی بے کس و مجبور لڑکی کی حالت دیکھ کر ماریا کا دل بھر آیا۔ اس نے اس لڑکی کو ان ظالموں کے چنگل سے چھڑانے کا فیصلہ کر لیا بردہ فروش اسی طرح بڑے مزے سے کھانے پینے میں مصروف تھے ماریا چپکے سے گھوڑا آگے بڑھا کر اس مقام پر آ گئی جہاں لڑکی درخت کے ساتھ بندھی ہوئی تھی اس نے جھک کر لڑکی کے کان میں کہا۔

گھبراؤ نہیں میں تمہاری مدد کے لئے آ گئی ہوں میں ایک تمہاری طرح کی عورت ہوں کوئی روح یا چڑیل نہیں ہوں خبردار مجھ سے ڈر کر شور نہیں مچانا، اگر تم نے شور مچایا تو سارا بنا بنایا کھیل بگڑ جائے گا۔

لڑکی نے جب یہ آواز سنی تو آنکھیں گھما کر چاروں طرف دیکھنے لگی مگر

وہاں کوئی بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا وہ ڈر گئی یہ ضرور کوئی بھوت پریت ہے اس کے منہ سے خوف زدہ سی آواز نکلی۔ مگر چونکہ اس کا منہ کپڑے سے بندھا ہوا تھا اس لئے ہلکی سی آواز سوائے ماریا کے اور کوئی نہ سن سکا ماریا نے جلدی سے لڑکی کے سر پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔

بہن میں نے تمہیں پہلے بھی کہا تھا کہ گھبرانا نہیں مجھ سے ڈرنا نہیں میں کوئی بھوت پریت نہیں ہوں میں تمہاری طرح ایک عورت ہوں فرق صرف یہ ہے کہ تم مجھے دیکھ نہیں سکتیں.............. خبردار ہرگز ہرگز مجھ سے گھبرانا یا ڈرنا نہیں میں ان لوگوں کے چنگل سے تمہیں آزاد کرا کر تمہارے گھر لے جاؤں گی۔

لڑکی نے کچھ جواب نہ دیا مگر صاف معلوم ہو رہا تھا کہ اسے کچھ حوصلہ ہو گیا ہے ماریا نے کہا۔

تم خاموش کھڑی رہو کوئی آواز مت نکالنا دیکھتی جاؤ کیا ہوتا ہے یہ ساری باتیں ماریا اس لڑکی کے ساتھ بڑی آہستہ آواز میں کر رہی تھی۔ آواز اتنی آہستہ تھی کہ سوائے اس لڑکی کے اور کوئی نہیں سن سکتا تھا پھر بھی ایک ڈاکو کو کچھ شک سا ہوا وہ اٹھ کر لڑکی کے پاس آ گیا۔

تم کسی سے باتیں کر رہی تھیں کیا؟

لڑکی نے سر ہلا دیا کہ نہیں میں کسی سے باتیں نہیں کر رہی تھی۔

تو پھر یہ آواز کیسی آ رہی تھی۔؟

دوسرے بردہ فروش نے وہیں سے کہا۔

ارے یار! تمہارا تو دماغ خراب ہو گیا ہے یہاں یہ کم بخت کس کے ساتھ باتیں کر سکتی ہے بھلا۔ واپس آ ؤ۔ تمہارے کباب ٹھنڈے ہو رہے ہیں۔

ڈاکو واپس مڑا تو ماریا گھوڑے کو قدم قدم چلاتی پہلے والے بردہ فروش کے پاس آ گئی وہ گھوڑے سے اترنا نہیں چاہتی تھی کیونکہ اگر وہ

گھوڑے سے اتر جاتی تو گھوڑا ظاہر ہو جاتا اور وہ ایسا نہیں کرنا چاہتی

تھی وہ غائب رہ کر ہی بردہ فروش سے لڑکی کو چھڑانا چاہتی تھی دوسرے

ڈاکوں کے پاس آ کر مردانہ آواز بنا کر کہا۔

اگر تم دونوں جان کی خیر چاہتے ہو تو اس لڑکی کو اس طرح یہاں چھوڑ کر

بھاگ جاؤ۔

ڈاکو نے اٹھ کر ہڑ بڑا کر چاروں طرف دیکھا اور تلوار نکال لی۔

کون ہو تم، کون ہو تم؟

ماریا نے اسی مردانہ آواز میں قہقہہ لگا کر کہا۔

میں تم دونوں کی موت ہوں میں ایک بار پھر تم دونوں کو خبردار کرتی

ہوں کہ اگر اپنی زندگی چاہتے ہو تو اس لڑکی کو چھوڑ کر یہاں سے

بھاگ جاؤ ورنہ تمہاری موت کی ذمے داری مجھ پر نہیں ہوگی۔

دونوں ڈاکو ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے پہلے ڈاکو نے کہا اگر تو کوئی

چڑیل ہے یا بھوت پریت ہے تو یاد رکھ میں تمہیں قتل کر دوں گا اور

تمہارے ساتھ اس لڑکی کو بھی زندہ نہیں چھوڑوں گا۔

ماریا نے سوچا کہ یہاں سیدھی انگلی سے گھی نہیں نکلے گا ان کے ساتھ

دو دو ہاتھ کرنے ہی پڑیں گے وہ چپکے سے گھوڑا لے کر ڈاکوؤں کے

پیچھے آ گئی اور زمین پر سے ایک پتھر اٹھا کر پوری طاقت سے ایک ڈاکو

کے سر پر دے مارا ٹھک سے پتھر ڈاکو کی کھوپڑی پر لگا اور خون جاری

ہو گیا وہ سر کو پکڑ کر بیٹھ گیا دوسرے ڈاکو نے ہوا میں تلوار چلانی شروع

کر دی ماریا نے ایک اور پتھر اٹھا کر دوسرے ڈاکو کے سر پر دے مارا یہ

پتھر اس ڈاکو کی پیشانی پر لگا اس نے اور زور سے تلوار چلانی شروع کر

دی ماریا پرے ہٹ کر یہ تماشا دیکھنے لگی کہ ایک ڈاکو سر کو پکڑے زمین

پر بیٹھا ہے اور دوسرا ڈاکو ہوا میں پاگلوں کی طرح تلوار چلا رہا ہے۔

درخت کے ساتھ بندھی ہوئی لڑکی سخت تعجب کے ساتھ یہ ڈرامہ دیکھ

رہی تھی ماریا گھوڑا دوڑاتی ہوئی آئی اور زمین پر بیٹھے ہوئے ڈاکو کے کندھے سے نیزہ چھین کر آگے نکل گئی گھوڑے کے دوڑنے کی آواز سب نے سنی مگر گھوڑا کسی کو دکھائی نہ دیا ماریا نے نیزے کو ہوا میں ہاتھوں میں لے کر تولا اور تلوار چلاتے ڈاکو کی ٹانگوں پر پھینک دیا نیزہ ڈاکو کی پنڈلی میں پرو دیا گیا وہ گر پڑا اور زخمی ہو گیا دوسرا یہ حالت دیکھ کر وہاں سے اٹھ دوڑا۔

ماریا نے اس کی گری ہوئی تلوار اٹھائی اور زخمی ڈاکو پر حملہ کر کے اس کا ایک ہاتھ کاٹ کر الگ کر دیا تا کہ آئندہ وہ اتنی آسانی سے کہیں ڈاکہ نہ ڈال سکیں ڈاکو چیخ مار کر گر پڑا ماریا نے لڑکی کی رسیاں کھول کر اسے ڈاکوؤں کے ایک گھوڑے پر بٹھایا اور واپس شہر کی طرف روانہ ہو گئی لڑکی اسے شہر سے باہر ایک پرانے مکان میں لے آئی یہاں اس کا بوڑھا باپ رہتا تھا جو اس کی جدائی میں خون کے آنسو رو رہا تھا۔ ماریا نے بوڑھے باپ کو اس کی بیٹی ملا دی۔ بوڑھا بے حد خوش ہوا ماریا نے اسے بھی یہی کہا کہ وہ بھوت نہیں ہے بلکہ ایک عورت ہے جو کسی وجہ سے غائب کر دی گئی ہے بوڑھے نے کہا۔

بیٹی! خدا تجھے ہمیشہ خوش رکھے تو نے ایک باپ کے کلیجے کو ٹھنڈا کیا ماریا نے کہا۔

بابا یہ میرا فرض تھا جو میں نے پورا کیا میں نے ڈاکوؤں کو اس قابل نہیں چھوڑا کہ وہ پھر سے گناہ کر سکیں لیکن ان لوگوں کا کوئی بھروسہ نہیں ہے اس لئے اگر ہو سکے تو کچھ عرصہ کے لئے اپنی بچی کو لے کر کسی اور شہر چلے جاؤ۔

ایسا ہی کروں گا بیٹی میں یہاں سے دور اپنی بہن کے گھر چلا جاؤں گا۔

ماریا نے بابا کو سلام کیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر دوبارہ اپنے سفر پر روانہ ہو گئی یہ ایک ایسا سفر تھا کہ اسے بار بار راہ میں الجھنا پڑتا تھا اس نے

فیصلہ کرلیا کہ خواہ کچھ بھی ہو جائے اب وہ اپنا سفر جاری رکھے گی شام
ہوتے ہی وہ جنگل میں داخل ہو گئی بابا نے اسے بتایا تھا کہ اس جنگل
میں ایک آدم خور قبیلہ رہتا ہے اس سے بچ کر نکلنا ماریا نے کہا تھا کہ وہ
تو کسی کو دکھائی نہیں دیتی اسلئے اسے کوئی خطرہ نہیں ہے پھر بھی
بھائیوں کی تلاش کے ساتھ ساتھ اس کے دل میں آدم خوروں کے
قبیلے کو دیکھنے کی خواہش بھی تھی۔

ہاتھی کی چیخ

عنبر دریائے جمنا کے کنارے پہنچ گیا۔
اس کے پیچھے کا ہن اپنے دونوں ساتھیوں کے ہمراہ برابر لگا ہوا تھا۔
عنبر ان دونوں سے بے خبر تھا دریا کنارے پہنچ کر اس نے گھوڑے کو
کھول دیا اور تھوڑی دیر آرام کیا بارشوں کا زمانہ اگرچہ گزر گیا تھا مگر
دریا چڑھاؤ پر تھا دریا کو پار کرنا بھی ضروری تھا عنبر نے خدا کا نام لیا اور
گھوڑے کو دریا میں ڈال دیا دریا کے بیچ میں جا کر پانی زیادہ گہرا ہو گیا
تھا گھوڑا گردن تک پانی میں گم ہو چکا تھا عنبر اسے ہمت دلا کر آگے
بڑھاتا جا رہا تھا آخر عنبر کو دریا کے دوسرے کنارے پر لے آیا دوسرے
کنارے پر بیٹھ کر عنبر نے گھوڑے کو چارہ کھلایا اور دھوپ میں بیٹھ کر

اپنے کپڑوں کو سکھانے لگا۔

وہ ایک چٹان کے سائے میں تھا اس نے دیکھا کہ تین گھوڑ سوار دریا

کے پرلے کنارے پر آ کر رک گئے ہیں یہ کاہن اور اس کے دونوں

وفادار غلام تھے جو اجین شہر سے عنبر کو پیچھا کر رہے عنبر کو کوئی علم نہیں تھا

وہ ان کی شکلوں سے بھی واقف نہیں تھا گھوڑ سوار کچھ دیر دریا کنارے

کھڑے رہے پھر انہوں نے دریا میں گھوڑے ڈال دیے دریا پار کر

کے وہ عنبر کے قریب سے گزر رہے تھے کہ کاہن کی نظر عنبر پر پڑ گئی

اسکے دل کی کلی کھل گئی جس دشمن کے تعاقب میں وہ جنگل جنگل دربدر

پھر رہا تھا وہ اس کے سامنے بیٹھا تھا کاہن نے بڑی مکاری سے اس

کی طرف بڑھ کر کہا۔

کیا ہم آپ کے پاس تھوڑی دیر آرام کر سکتے ہیں۔؟

عنبر نے سوچا کہ بے چارے مسافر ہیں ان کی دل جوئی کرنی اس کا

فرض ہے اس نے ہنس کر کہا۔

ضرور تشریف رکھیں۔

کاہن اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ وہاں بیٹھ گیا غلام گھوڑوں کو

چارہ کھلانے لگے اور کاہن نے عنبر سے اپنا تعارف کرایا کہ وہ عربی

گھوڑوں کا سوداگر ہے اور ہستناپور سے آسام شہر کو جا رہا ہے کاہن

نے عنبر سے دریافت کیا۔

آپ کہاں جا رہے ہیں۔؟

عنبر نے کہا۔

اتفاق سے میں بھی آسام ہی کو جا رہا ہوں۔

کیا آپ بھی سوداگر ہیں۔؟

جی ہاں! میں جڑی بوٹیوں کی سوداگری کرتا ہوں۔

خوب خوب۔ پھر تو بہت اچھا ہوا آسام تک سفر بڑے مزے سے کٹے

گا۔

کیوں نہیں۔ کیوں نہیں۔

آیئے کچھ کھا پی لیجئے۔

کاہن کے غلاموں نے اس کے اشارے پر وہیں قالین کا ٹکڑا بچھا کر دوپہر کا کھانا لگا دیا انکار کے باوجود عنبر کو دستر خوان پر ساتھ بیٹھ کر ایک دونوالے لینے پڑے کھانے کے بعد انہوں نے وہاں کچھ دیر آرام کیا اور پھر سفر پر روانہ ہو گئے عنبر آگے آگے جا رہا تھا کاہن نے اپنے غلاموں سے مل کر مشورہ کیا کہ عنبر کو کس جگہ اور کیسے قتل کیا جائے غلاموں کا خیال تھا کہ اسے اسی جگہ فوراً مار ڈالا جائے مگر کاہن کا خیال تھا کہ اگر ایسا کیا گیا تو عنبر مقابلہ کرے گا اور وہ ایک ماہر تلوار باز ہے ہو سکتا ہے وہ ہم تینوں پر غلبہ حاصل کر لے کیونکہ وہ محض پجاری ہیں انہیں تلوار چلانے کی مشق نہیں ہے ایک غلام نے پوچھا۔

پھر آپ کا کیا خیال ہے؟

کاہن نے کچھ سوچ کر کہا۔

میرا خیال ہے کہ عنبر کو رات کو سوتے میں قتل کر دیا جائے۔

جیسے آپ کی مرضی یہ فرض اگر آپ کا حکم ہو تو میں ادا کروں گا۔

ٹھیک ہے عنبر کو آج آدھی رات کو جب کہ ہم لوگ جنگل میں آرام کر رہے ہوں گے تم تلوار کے ایک ہی وار سے ہلاک کر دینا اس کے بعد جو ہو گا دیکھا جائے گا۔

جو حکم حضور! آپ نے جیسا کہا ویسا ہی ہو گا۔

کاہن نے غلام کو ایک بار پھر تاکید کی۔

مگر بڑی ہوشیاری سے کام لینا عنبر بہت بہادر تلوار باز ہے اگر اس کی آنکھ کھل گئی تو وہ پھر ہم تینوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرے گا اور ہم اس کے

سامنے تلوار نہیں چلا سکیں گے۔

آپ فکر نہ کریں حضور! ایسا وار کروں گا کہ عنبر تو کیا اس کے فرشتوں کو بھی معلوم نہ ہوگا کہ اس کے ساتھ کیا ہو گیا ہے۔؟

بس اب تم پیچھے پیچھے آؤ میں آگے بڑھ کر عنبر سے باتیں کرتا ہوں کہیں اسے شک نہ ہو جائے کہ ہم اس کے خلاف کوئی سازش کر رہے ہیں۔

کاہن غلاموں کو پیچھے چھوڑ کر گھوڑا دوڑتا آگے عنبر کے پاس آ گیا۔

عنبر گھوڑے پر سوار جنگل کے دشوار گزار راستے پر چلا جا رہا تھا دل میں اس کے صرف ایک ہی خیال تھا کہ وہ اپنی بہن ماریا کو یہاں تلاش کرے اور دوسرے یہ کہ کیا جھیل نندن سر کے پانی سے اس کا جگری دوست ناگ دوبارہ زندہ ہو جائے گا کاہن نے پیچھے سے آ کر کہا۔

آپ کا کیا خیال ہے یہ جنگل کس شہر تک پھیلا ہوا ہے میرا خیال ہے کہ آپ تو اکثر ان علاقوں میں سفر کرتے رہے ہوں گے۔

عنبر نے کہا۔

یہ جنگل ہمالیہ کی ترائی تک پھیلتا چلا گیا ہے راستے میں دو ایک شہر ضرور آئیں گے اس جنگل میں خونخوار درندے بھی ضرور رہتے ہوں گے کم از کم ابھی تک تو ہمیں کوئی درندہ نہیں ملا۔

عنبر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

یہ جنگل ابھی شروع ہوا ہے اسکے درمیان میں جب آپ پہنچیں گے تو آپ کو بہت سے خونخوار وحشی درندے ملیں گے مگر عام طور پر یہ درندے انسان کو دیکھ کر راستہ بدل لیتے ہیں ہاں اگر کوئی شیر آدم خور ہو یا ہاتھی مستی میں آ جائے تو وہ انسان پر حملہ ضرور کرتا ہے مگر ایسا بہت کم ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ اس راستے سے اکثر تجارتی قافلے سفر کرتے رہتے ہیں۔

کاہن نے کہا۔

میرا خیال ہے ہمیں رات گزارنے کے لئے ابھی سے کسی اچھی سی جگہ کو تلاش کر لینا چاہیے کیونکہ شام تو ہونے لگی ہے۔

عنبر بولا۔

یہاں سے دو کوس کے فاصلے پر ایک پرانی بارہ دری ہے جس پر سیاہ پتھر کی چھت پڑی ہے ہم وہاں رات بسر کر سکتے ہیں اگر بارش ہو تو ہم محفوظ رہیں گے۔

جیسے آپ کی مرضی۔ کاہن نے کہا وہ بڑا خوش ہو گیا کہ آخر وہ رات آن ہی پہنچی جس رات کو اس نے عنبر سے اپنی تباہی کا بدلہ لینا تھا اس نے کسی بہانے ذرا پیچھے جا کر اپنے دونوں غلاموں کو خبردار کر دیا کہ وہ رات کو بارہ دری میں پڑاؤ ڈال رہے ہیں جنگل میں دو کوس چلنا شہر کے مقابلے میں بڑا مشکل ہوتا ہے چنانچہ جس وقت یہ لوگ بارہ دری میں پہنچے تو رات ہو گئی تھی یہ رات اندھیری تھی اس لئے کہ آسمان پر

چاند نہیں تھا ستارے نکلے ہوئے تھے جن کی ہلکی ہلکی روشنی جنگل کے درختوں کی وجہ سے نیچے نہیں آ رہی تھی۔

عنبر نے وہاں خشک لکڑیاں جمع کر کے الاؤ روشن کر دیا کاہن نے ہرن کے گوشت کے سوکھے ٹکڑے نکال کر انہیں آگ پر بھونا اور وہ مل کر کھانے لگے جنگل میں ہر طرف گہری خاموشی طاری تھی الاؤ کی روشنی میں تھوڑی دور تک درختوں کے تنے روشن ہو رہے تھے اس کے پیچھے گہرا اندھیرا چھایا ہوا تھا اتفاق سے اس طرف ایک مست ہاتھی نکل آیا وہ کئی روز سے جنگل کے اس علاقے میں پھر رہا تھا ہاتھی نے انسانوں کی بو سونگھی تو اس جگہ پر آ گیا جہاں الاؤ روشن تھا اور عنبر وغیرہ بیٹھے رات کا کھانا کھا رہے تھے۔

ہاتھی آگ کو دیکھ کر ڈر گیا اور ذرا پرے کھڑے ہو کر اس نے سونڈ اوپر اٹھائی اور بڑے زور سے چنگھاڑا کاہن اور اس کے ساتھی گھبرا گئے

اس لئے کہ ان کی ساری زندگی مندروں میں گزری تھی جنگل میں نہیں انہوں نے کبھی سفر نہیں کیا تھا یہ ان کا پہلا تجربہ تھا جب کہ عنبر ہزاروں بار جنگلوں میں سے اکیلا گزر چکا تھا اس کے لئے ہاتھی یا شیر کی آواز کوئی ڈرا دینے والی بات نہ تھی اس نے کاہن سے کہا۔

آپ گھبرائیں نہیں اول تو ہاتھی انسانوں کو کچھ نہیں کہتے دوسرے یہ ہے کہ جب تک یہاں آگ جل رہی ہے کوئی درندہ ہمارے قریب بھی نہیں بھٹک سکتا۔

کاہن نے کہا۔

اس کا مطلب ہے کہ ہمیں ساری رات آگ جلائے رکھنا چاہیے کیوں نہیں آگ تو ساری رات جلتی رہے گی۔

عنبر نے الاؤ میں بہت سی تازہ لکڑیاں ڈال کر اس طرف دیکھا جدھر سے اسے ہاتھی کے چنگھاڑنے کی آواز آئی تھی اندھیرے میں اسے ہاتھی کی آنکھیں چمکتی نظر آئیں اس نے محسوس کیا کہ ہاتھی مست ہو چکا ہے اور اگر انہوں نے آگ رات بھر نہ روشن رکھی تو وہ ضرور ان پر حملہ کر دے گا اس خیال کے ساتھ ہی اس نے آگ میں اور لکڑیاں ڈال دیں وہ چاہتا تھا کہ عنبر اب سو جائے تاکہ وہ اس کا جلد سے جلد کام کر سکے اس نے جمائی لے کر کہا۔

میرا خیال ہے اب ہمیں آرام کرنا چاہیے مجھے تو نیند آرہی ہے عنبر نے بھی جمائی لیتے ہوئے کہا۔

نیند تو مجھے بھی آرہی ہے دوستو!

کاہن اور اس کے دونوں وفادار غلام ایک طرف اور عنبر ایک طرف پڑ کر لیٹ گئے آسمان پر بادل گرجنا شروع ہو گئے کاہن نے کہا۔ اگر بارش شروع ہو گئی تو الاؤ کی آگ بجھ جائے گی کہیں ہاتھی ہم پر حملہ نہ کر دے۔

عنبر ہنس کر بولا۔

دوست! اتنا مت گھبراؤ خدا پر بھروسہ رکھو تمہیں کوئی کچھ نہیں کہے گا۔

عنبر پر تھکاوٹ کی وجہ سے غنودگی طاری ہونے لگی تھی وہ بیٹھے بیٹھے بھی اونگھ رہا تھا چنانچہ لیٹتے ہی اس کی آنکھ لگ گئی اور وہ گہری نیند سو گیا کاہن جھوٹ موٹ خراٹے بھر رہا تھا محض عنبر پر یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ وہ سو رہا ہے۔ جب اس نے دیکھا کہ عنبر گہری نیند سو گیا ہے تو اس نے آہستہ سے اپنے وفادار غلاموں کو ہلا کر جگایا۔

اٹھو دشمن سو رہا ہے اس پر وار کرنے کا موقع آ گیا ہے۔

دونوں غلام ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھے اور چوکس ہو کر عنبر کو دور سے دیکھنے لگے الاؤ میں آگ اسی طرح روشن تھی کاہن نے غلام کے ہاتھ میں نیزہ دیا اور کہا۔

ایک ہی وار میں یہ نیزہ عنبر کی چھاتی سے پار کر دو۔

غلام نے اندھیرے میں سر جھکایا اور نیزہ ہاتھ میں لے کر دبے پاؤں عنبر کی طرف بڑھنے لگا عنبر بارہ دری کے فرش پر بڑے سکون کے ساتھ سو رہا تھا اسے یہ کبھی وہم بھی نہیں ہوا تھا کہ جو لوگ اسکے ساتھ سوداگروں کے بھیس میں سفر کر رہے ہیں اس کی جان کے دشمن ہیں وہ بے سدھ ہو کر پڑا تھا۔

غلام نے جھک کر عنبر کے سینے کو نیند میں اوپر نیچے ہوتے دیکھا اور پھر نیزہ بلند کر کے ایک ہی زوردار جھٹکے سے وہ نیزہ عنبر کے سینے میں گھونپ دیا اس کا خیال تھا کہ ایک چیخ جنگل میں بلند ہو گی عنبر کے سینے سے خون کا فوارہ چھوٹے گا اور وہ تڑپ تڑپ کر جان دے دے گا کیونکہ غلام نے نیزہ اس قدر زور سے مارا تھا کہ وہ واقعی عنبر کے سینے سے نکل کر نیچے زمین پر گر گیا تھا کاہن بھی دوسرے غلام کے ساتھ اٹھ کر عنبر کے پاس آ گیا تھا تاکہ اس کے تڑپنے کا نظارہ کر سکے مگر سب

سے پہلی شے جو وہ لوگ دیکھ کر حیران ہوئے یہ تھی کہ عنبر کے سینے سے
خون کا ایک قطرہ بھی نہیں نکل رہا تھا اور عنبر تڑپ بھی نہیں رہا تھا۔
عنبر سو رہا تھا کہ اس نے اپنے سینے میں ایک سوئی سی چھبتی محسوس کی تھی
اس نے سوچا شاید کوئی چیونٹی اسے سینے پر کاٹ رہی ہے اس نے ایک
ہاتھ سینے پر چیونٹی کو مسلنے کے لئے رکھا تو اس کا ہاتھ ایک نیزے سے
ٹکرا گیا جو اس کے سینے میں ایک بانس کی طرح گڑا تھا اس نے
آنکھیں کھول کر دیکھا کہ اس پر نیزے سے حملہ کیا جا چکا تھا وہ سمجھ گیا
کہ یہ لوگ اس کے دشمن ہیں اور اسے مار ڈالنے کے لئے اس کے
ساتھ سفر کر رہے تھے۔
عنبر نے آنکھیں کھول کر ان سوداگروں کو دیکھا اور مسکرایا۔
کاہن تو ڈر کر پیچھے ہٹ گیا کہ یہ کون سے جن سے پالا پڑ گیا ہے کہ
نیزہ سینے میں کھبا ہوا ہے اور وہ مسکرا رہا ہے خون بھی ہرگز نہیں بہہ رہا
تھا غلام بھی ایک دوسرے کو تعجب سے دیکھ رہے تھے حیران تھے کہ یہ
معاملہ کیا ہے عنبر نے دونوں ہاتھوں سے نیزے کو اپنے سینے میں سے
باہر نکال کر پرے پھینک دیا کاہن نے تلوار نکال لی عنبر نے بھی تلوار
میان سے کھینچ لی دونوں کا مقابلہ شروع ہو گیا مگر بہت جلد عنبر نے
کاہن پر تابڑ توڑ حملے شروع کر دیے کاہن کو اپنی موت سامنے صاف
نظر آ رہی تھی اس نے پیچھے ہٹنا شروع کر دیا عنبر رات کے اندھیرے
میں اسے دھکیلتا ہوا جنگل میں دور تک لے گیا۔
وہ ابھی اسے ہلاک نہیں کرنا چاہتا تھا اس لئے کہ وہ ایک انسان کے
خون سے اپنے ہاتھ نہیں رنگنا چاہتا تھا اگرچہ اسے معلوم تھا اور ثابت
ہو گیا تھا کہ کاہن نے اس کو قتل کرنے کی سازش کی تھی مگر عنبر نے پھر
بھی کاہن کو معاف کر دیا تھا۔
کاہن نے پیچھے ہٹتے ہٹتے جنگل میں ایک طرف بھاگنا شروع کر دیا

اس کے وفادار غلام اسے بے یارو مددگار چھوڑ کر دوسری طرف
بھاگ گئے۔

عنبر واپس بارہ دری میں آکر الاؤ کے پاس بیٹھ گیا وہ یہی چاہتا تھا کہ
کاہن وہاں سے فرار ہو جائے اور کاہن جنگل میں فرار ہو چکا تھا۔

مگر اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ جنگل کے اندھیرے میں مست ہاتھی
کاہن کی موت بن کر انتظار کر رہا ہے کاہن اس جنگل سے ناواقف تھا
وہ یونہی منہ اٹھائے اندھیرے میں دوڑا جا رہا تھا اسے ہاتھی کی چنگھاڑ
سنائی دی وہ ڈر کر ایک جگہ رک گیا ہاتھی نے بھی کاہن کی بو سونگھ لی تھی
وہ اس کی طرف بڑھنے لگا ایک بار پھر اس نے زور سے سونڈ ہلا کر
چنگھاڑ ماری اب کاہن ڈر کر اٹھ بھاگا۔

یہ اس نے سب سے بڑی غلطی کی تھی اگر وہ بھاگنے کی بجائے کسی
درخت پر چڑھنے کی کوشش کرتا تو شاید اس کی جان بچ جاتی مگر اس
نے ایسا نہ کیا۔

ہاتھی اسے بھاگتے ہوئے بڑی آسانی سے شکار کر سکتا تھا اندھیرے
میں کاہن ہاتھی کو نظر تو نہیں آ رہا تھا مگر وہ اس کی بو سونگھتا ہوا برابر اس کا
پیچھا کر رہا تھا کاہن دوڑتے دوڑتے تھک گیا وہ یہ سمجھ بیٹھا کہ ہاتھی
بہت پیچھے رہ گیا ہے اور وہ اب اسے نہیں شکار کر سکتا۔

لیکن یہ اس کی بھول تھی۔ ہاتھی ایک بار کسی انسان کی بو پا لے تو پھر کبھی
اس کا پیچھا نہیں چھوڑتا ہاتھی برابر کاہن کی بو پر لگا ہوا پیچھے پیچھے چلا آ رہا
تھا جس وقت کاہن تھک کر ایک درخت کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھا
ٹھیک اس وقت مست ہاتھی نے پرانے گھنے درختوں کی آڑ میں
کھڑے ہو کر کاہن کو اپنے شکار کو ایک نظر دیکھا اور ایسے خوفناک آواز
میں دھاڑا کہ سارے کا سارا جنگل گونج اٹھا یہ خوفناک چنگھاڑ عنبر نے
بھی دور بیٹھے سنی تھی وہ سمجھ گیا کہ کاہن ہاتھی کا شکار ہو رہا ہے اور اس کی

خیر نہیں۔ عنبر اب اگر چاہتا بھی تو کاہن کی کوئی مدد نہیں کر سکتا تھا کیونکہ ہاتھی کی چنگھاڑ سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ شکار کے سر پر پہنچ چکا ہے۔

کاہن نے ہاتھی کی چنگھاڑ سنی تو گھبرا کر اٹھا اور جنگل میں دوڑنا شروع کر دیا اب ہاتھی بھی اس کے پیچھے بھاگنے لگا لیکن ہاتھی کے سامنے کاہن کی رفتار بہت کم تھی چند ہی قدموں پر ہاتھی نے سونڈ آگے بڑھا کر کاہن کو جکڑ کر اوپر اٹھا لیا پھر اسے زور سے زمین پر پٹخ کر اس کو پاؤں سے مسل ڈالا کاہن کی آخری کمزور سی چیخ نکلی اور اس کے بعد جنگل میں گہری خاموشی طاری ہو گئی۔

عنبر سمجھ گیا کہ کاہن کا کام تمام ہو چکا ہے۔

آدم خور وحشی

ماریا وسطی ہندوستان کے خطرناک جنگلوں میں سفر کر رہی تھی۔

آج سے ایک ہزار برس پہلے ان جنگلوں میں بھیل اور دراوڑ قوموں کے وحشی اور آدم خور قبیلے آباد تھے یہ لوگ جنگلی جانوروں کا شکار کرتے تھے اور اکا دکا آدمی یا عورت کو دیکھ کر بھی شکار کر لیتے اور اسے بھون کر کھا جاتے بابا نے ماریا کو اسی آدم خور قبیلے سے خبردار کیا تھا مگر ماریا کو کوئی فکر نہیں تھی اس لئے کہ وہ تو کسی کو دکھائی نہیں دیتی تھی کوئی اسے دیکھے گا تو شکار کرے گا جب وہ نظر ہی نہیں آ رہی تھی تو پھر اس کو شکار کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا یہی وجہ تھی کہ وہ بے فکر ہو کر گھوڑے پر سوار جنگل میں چلی جا رہی تھی دوپہر کے وقت وہ ایک

پہاڑی چشمے کے پاس رک گئی وہ گھوڑے سے اتر پڑی اس کے
اترتے ہی گھوڑا دکھائی دینے لگا مارےا اب بھی وسی طرح غائب تھی ماریا
نے گھوڑے کو گھاس چرنے کے لئے کھلا چھوڑ دیا اور خود درختوں پر
سے جنگلی پھل توڑ کر کھانے شروع کر دیئے چشمے کا ٹھنڈا پانی پیا اور
درخت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی اور اپنے بھائیوں عنبر اور ناگ کے
بارے میں سوچنے لگی۔

اگر وہ خدا کی قدرت یا کسی کے جادو کے زور سے غائب نہ ہو گئی ہوتی
تو اس کے لئے اکیلی سفر کرنا بہت دشوار ہو جاتا اس نے خدا کا شکر ادا
کیا اور دعا مانگی کہ اے خدائے عظیم اپنی مہربانی سے مجھے میرے
بھائیوں سے ملا دے تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد وہ اٹھی گھوڑے پر
سوار ہوئی اس کے ساتھ گھوڑا بھی غائب ہو گیا اور اس نے جنگل میں
دوبارہ سفر شروع کر دیا اسے امید تھی کہ ایک رات جنگل میں بسر کرنے
کے بعد وہ اگلے روز ضرور کسی شہر میں پہنچ جائے گی شام تک وہ سفر کرتی
رہی جنگل اور زیادہ گہرا ہوتا جا رہا تھا اندھیرا بڑھنا شروع ہو گیا تھا اس
خیال سے گھبرا سی گئی کہ یہ کم بخت جنگل ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتا
کہیں کھیتوں کا سلسلہ شروع نہیں ہوتا۔

اب وہ رات بسر کرنے کے لئے کسی جگہ کے بارے میں غور کرنے لگی
وہ گھوڑے پر بیٹھی قدم قدم چلی جا رہی تھی گھاس کی وجہ سے گھوڑے
کے ٹاپوں کی آواز بھی بلند نہیں ہو رہی تھی اچانک اسے دور ایک جگہ
آگ روشن دکھائی دی وہ اس طرف بڑھنے لگی اس کا خیال تھا شاید
وہاں کوئی بستی ہو جہاں سے اسے شہر کی طرف درست راستہ معلوم ہو
جائے کیونکہ کبھی کبھی اسے یہ خیال بھی ستانے لگتا تھا کہ کہیں وہ راستہ تو
نہیں بھول گئی اور جنگل میں ایک دائرے کی طرح ایک ہی جگہ پر چکر
تو نہیں لگا رہی؟

آگ کا الاؤ ایک جگہ درختوں کے بیچ میں کھلی جگہ پر روشن تھا ماریا گھوڑے پر سوار درختوں کے پیچھے آ گئی اس نے درخت کی شاخیں ایک طرف ہٹا کر جو منظر دیکھا اس سے ماریا کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اس کے سامنے درختوں کے درمیان آگ کے الاؤ کے پاس کچھ جنگلی وحشی زمین پر بیٹھے تھے۔انہوں نے ایک نوجوان لڑکے کو درخت کے ساتھ باندھ رکھا تھا آگ پر تیل کا کڑاؤ رکھا ہوا تھا صاف معلوم ہو رہا تھا کہ یہ وحشی آدم خور لوگ ہیں اور اس لڑکے کو بھون کر کھانے کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔

درخت کے ساتھ بندھا ہوا لڑکا بے بسی کے عالم میں ادھر اُدھر دیکھ رہا تھا اس کو اپنی اذیت ناک موت سامنے کھڑی دکھائی دے رہی تھی ان وحشی آدم خوروں سے اس لڑکے کو اس وقت کوئی نہیں بچا سکتا تھا آدم خور زمین پر بیٹھے اس لڑکے کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھ رہے تھے

ایک آدم خور نے اٹھ کر تیل کے کڑاؤ میں لکڑی ڈال کر ہلانی شروع کر دی بیٹھے ہوئے وحشی نے پوچھا۔

تیل ابھی کھولنا شروع نہیں ہوا۔؟

یہ ایک عجیب وغریب پرانی زبان میں باتیں کر رہے تھے جس کو کچھ کچھ ماریا سمجھ رہی تھی تیل کے کڑاؤ کے پاس کھڑے آدم خور نے کہا۔

ابھی گرم ہو جائے گا۔

ہم اس دشمن کو کھا کر اس کے سارے قبیلے سے اپنی بے عزتی کا بدلہ لیں گے۔اس کے باپ کو جرات کیسے ہوئی کہ ہمارے قبیلے کے سردار کی خواہش پر اپنی بیٹی کی شادی سے انکار کر دے ہم سردار کو اس کی گستاخی کا مزا ضرور چکھائیں گے۔

ہم اس کی بھنی ہوئی کھوپڑی اپنے سردار کی خدمت میں پیش کریں گے

آگ اور تیز کر دو۔ ہم زیادہ انتظار نہیں کر سکتے۔

ہاں ہاں آگ اور تیز کر دو۔ بھوک سے دم نکلا جا رہا ہے۔

وہ لوگ آپس میں باتیں کر رہے تھے ماریا نے ان کی ساری باتیں سن لی تھیں گویا اس غریب کو محض اس لئے بھون کر کھایا جا رہا تھا کہ اس کے باپ نے دوسرے قبیلے کے سردار کے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی نہیں کی تھی ماریا کو اس لڑکے پر بڑا ترس آیا اس نے سوچا کہ خواہ کچھ ہو جائے وہ اس کو وحشیوں کے شکنجے سے ضرور نجات دلا کر رہے گی۔

ماریا سب سے پہلا کام یہ کرنا چاہتی تھی کہ تیل کے کڑاؤ کو الٹ دے تاکہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری وہ آگے بڑھنے ہی والی تھی کہ اس نے محسوس کیا درخت کے ساتھ بندھا ہوا لڑکا چپکے چپکے رسیوں کو کھولنے کی کوشش کر رہا ہے وہ بڑی خوش ہوئی کہ نوجوان کو زندگی سے محبت تھی اور وہ موت کے خلاف لڑنا جانتا تھا وہ بڑی دلچسپی سے لڑکے کو ہاتھ چلاتے دیکھنے لگی اس کے ہاتھ درخت کے پیچھے بندھے ہوئے تھے نوجوان درخت کے پیچھے بندھے ہوئے ہاتھوں کی انگلیاں سے رسی کی گرہ کھولنے کی کوشش کر رہا تھا۔

ماریا اس کے قریب جا کر کھڑی ہو گئی اس نے گھوڑے پر سے جھک کر نوجوان کے ہاتھوں کی رسیوں کو کھولنے کی مدد دی نوجوان نے جب اپنے ہاتھوں کے ساتھ کسی دوسرے کی انگلیوں کو ٹکراتے محسوس کیا تو تعجب سے پلٹ کر پیچھے دیکھا مگر وہاں تو کوئی نہیں تھا اسے جلدی سے پیچھے پلٹ کر دیکھتے ایک وحشی نے دیکھ لیا اس نے وہیں سے آواز لگائی۔

اس کی رسیاں دیکھو شاید کوئی اس کی مدد کر رہا ہے۔

اس آواز کے ساتھ ہی دو آدم خور جلدی سے اٹھ کر نوجوان کی طرف لپکے انہوں نے درخت کے پیچھے جا کر اس کے بندھے ہوئے ہاتھوں

کو غور سے دیکھا تو وہاں دو چار گرہیں کھلی ہوئی تھیں انہوں نے چیخ مار کر کہا۔

اس نے رسیاں کھول ڈالی تھیں۔

فوراً رسیوں کو دوبارہ کس کر باندھا گیا وحشیوں نے نوجوان کے سر پہ زور زور سے مکے بھی مارے کہ اس نے بھاگنے کی کوشش کی تھی

نوجوان بے چارہ چپ ہو کر رہ گیا مگر اس کے دل میں ایک بات رہ رہ کر امید کا چراغ روشن کر رہی تھی کہ وہ کون سی غیبی انگلیاں تھیں جو اس کے ہاتھوں کو کھول رہی تھیں شاید وہ غیبی انگلیاں پھر اس کی مدد کو آجائیں ایک آدم خور نے کھڑے ہو کر کہا۔

دیر مت کرو۔ ہمیں بھوک لگی ہوئی ہے اس دشمن کے بیٹے کو کھولتے ہوئے تیل کے کڑاؤ میں ڈال کر تل دو۔

سب آدم خوروں نے زور سے نعرے لگائے ماریا نے سوچا کہ اب آگے بڑھ کر بے گناہ نوجوان کی مدد کرنے کا وقت آگیا ہے نہیں تو یہ ظالم اسے زندہ نہیں چھوڑیں گے ماریا نے سوچا کہ لڑکے کو رسیاں کھول کر گھوڑے پر سوار کرا لینا چاہیے تاکہ اس کے ساتھ وہ بھی غائب ہو جائے مگر اس کا اس نے پہلے کبھی تجربہ نہیں کیا تھا اگر فرض کر لیا لڑکا گھوڑے پر غائب نہ ہوا تو اس کی سکیم ناکام ہو جائے گی بہر حال اس نے آگے بڑھ کر پیچھے سے نوجوان کے ہاتھوں کی رسیاں کھولنی شروع کر دیں۔

نوجوان نے جب ایک بار پھر اپنے ہاتھوں پر غیبی انگلیوں کو محسوس کیا تو اسے بڑا حوصلہ ملا وہ یہ سمجھ رہا تھا کہ اس کے دادا کی روح اس کی مدد کر رہی ہے پھر اس نے سوچا کہ نہیں اس کی ماں کی روح اس کی مدد کو وہاں آگئی ہے اور اس کے بندھے ہوئے ہاتھوں کی رسیاں کھول رہی ہے اس نے سرگوشی میں کہا۔

ماں!

ماریا نے آہستہ سے کہا۔

ہاں بیٹا!

لڑکے کو بڑا حوصلہ ہوا اس نے آہستہ سے کہا۔

ماں تم آ گئی ہو۔ میں جانتا تھا تمہاری روح میری مدد کو ضرور آئے گی

جلدی کرو ماں! نہیں تو یہ لوگ مجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔

ماریا نے سوچا کہ اس نوجوان کو اب اسی وہم میں مبتلا رکھا جانا چاہیے

کہ اس کی ماں کی روح اس کی مدد کر رہی ہے ماریا نے کہا۔

فکر مت کرو بیٹا میں تمہاری ماں کی روح ہوں میں تمہاری مدد کرنے آ

گئی ہوں تم ایسا کرنا جب تمہارے ہاتھوں کی رسیاں کھل جائیں تو

بھاگنا نہیں بلکہ اپنی جگہ چپ چاپ ہی بہانہ بنا کر کھڑے رہنا جیسے

تمہارے ہاتھ درخت کے ساتھ بندھے ہوئے ہیں۔

اچھا ماں۔

اور پھر جب میں اشارہ کروں تو یہاں سے بھاگ جانا میں تمہیں ان

سے بچا لوں گی۔ سمجھے۔

سمجھ گیا ماں۔

ماریا نے نوجوان کی ساری رسیا کھول دیں لڑکے نے پھر بھی اپنے

ہاتھ درخت کے پیچھے ہی باندھے رکھے ادھر وحشیوں نے آگ کے

گرد رقص کرنا اور گانا شروع کر دیا کڑاؤ میں تیل کھولنا شروع ہو گیا تھا

ایک وحشی نے کہا۔

لڑکے کو پکڑ کر لاؤ اور تیل کے کڑاؤ میں ڈال دو۔

ہاں جلدی کرو اس کی موت کا وقت آ گیا ہے۔

دو وحشی لڑکے کی طرف بڑھے ماریا اب چوکس ہو کر گھوڑے پر تیار ہو

گئی جونہی وحشی نوجوان کے قریب آئے اس نے تلوار کھینچ کر پورے

زور سے ایک وحشی کے سر پر دے ماری اس کا سر دو ٹکڑے ہو گیا وہ
چکرا کر گر پڑا دوسرے نے چیخ ماری ماریا نے دوسرے وحشی پر بھی وار
کیا وہ بھی زمین پر گر کے تڑپنے لگا ماریا نے لڑکے سے کہا۔

بھاگ جاؤ۔

نوجوان ایک طرف بھاگا ہی تھا کہ دو چار وحشیوں نے اسے زمین پر
گرالیا وہ یہ خیال کر رہے تھے کہ ان کے ساتھیوں پر تلوار سے حملہ
نوجوان نے کیا ہے انہوں نے نوجوان کو ہاتھوں پر اٹھالیا اور کھولتے
ہوئے تیل کے کڑاؤ کی طرف بڑھنے لگے ماریا نے گھوڑے کو ایڑ لگائی
اور بانس زمین پر سے اٹھا کر تیل کے کڑاؤ کو دھکیل کر زمین پر گرادیا
تیل آگ پر گرا ایک شور سا پیدا ہوا اور آگ بجھ گئی تیل سارے کا سارا
زمین پر بہہ گیا۔

وحشی پھٹی پھٹی آنکھوں سے کڑاؤ کو تکنے لگے ماریا نے اسی بانس سے
آدم خوروں پر حملہ کر دیا وہ چاروں طرف گھوم کر آتی اور وحشیوں پر
ڈنڈے برسانا شروع کر دیتی آدم خور ڈر کر بھاگنے لگے انہوں نے
سمجھا کہ ان پر کسی بدروح نے حملہ کر دیا ہے جدھر جس کا منہ اٹھا وہ اسی
طرف کو بھاگ گیا مگر جس سردار نے نوجوان کو پکڑ رکھا تھا وہ اسی جگہ
کھڑا رہا ماریا نے گرج دار آواز میں کہا۔

اے آدم خور قبیلے کے سردار! خبردار اگر تم نے اس لڑکے کو قتل کیا تو میں
تمہارے سارے بچوں کو ہلاک کر دوں گی میں اس جنگل کے
دیوتاؤں کی روح ہوں فوراً اس نوجوان کو یہاں چھوڑ کر بھاگ جاؤ
اور آئندہ کبھی اس پر ہاتھ نہ اٹھانا۔

آدم خور بڑے وہمی ہوتے ہیں وہ روحوں پر زبردست اعتقاد رکھتے
ہیں اس نے جو ایک بدروح کی آواز سنی تو نوجوان کو چھوڑ کر سجدے
میں گر گیا۔

اے روح! مجھے معاف کر دے میں آئندہ کبھی اس لڑکے کو تنگ نہیں
کروں گا میرے بچوں کو کچھ نہ کہنا میں تو مر جاؤں گا مجھ پر رحم کرو مجھ کو
معاف کر دے۔

جا میں نے تمہیں معاف کیا یہاں سے بھاگ جاو اور خبردار جو تم نے
پیچھے مڑ کر بھی دیکھا۔

وحشی نے ہاتھ باندھ کر کہا۔

بہت اچھا حضور! میں ہرگز پیچھے مڑ کر نہیں دیکھوں گا اس کے
ساتھ ہی آدم خور سر پر پاؤں رکھ کر وہاں سے بھاگ گیا اب اس جنگل
میں رات کے اندھیرے میں صرف وہ نوجوان اور ماریا رہ گئے تھے
ماریا کو وہ نوجوان اپنی ماں کی روح سمجھ رہا تھا ماریا اسے اسی خیال میں
رکھنا چاہتی تھی اس نے کہا۔

میرے بیٹے! میں نے تمہاری مدد کی تمہاری جان بچا دی اب تم واپس
اپنے گھر جاؤ اب یہ لوگ کبھی تجھے تنگ نہیں کریں گے۔

نوجوان نے التجا کر کے کہا۔

ماں کیا تم میرے ساتھ گھر تک نہیں چلو گی۔

ماریا نے جھوٹ موٹ کی آہ بھر کر کہا۔

نہیں بیٹا! مجھے تمہارے ساتھ جانے کی اجازت نہیں بس میں اس
جنگل تک ہی آسکتی تھی اگر مجھے اجازت ہوتی تو ضرور تمہارے ساتھ
گھر تک جاتی اور تمہارے باپ سے ملتی اس لئے اب تم واپس گھر جاؤ
تمہیں راستے میں ڈر تو نہیں لگے گا ناں۔؟

نوجوان نے کہا نہیں ماں میں اس جنگل سے بالکل نہیں ڈرتا کیا تمہیں
معلوم نہیں جب میں چھوٹا سا تھا تو تم اس جنگل کی سیر کرانے لایا کرتی
تھیں پھر بھلا میں اس جنگل سے کیسے ڈر سکتا ہوں ڈر اگر تھا تو مجھے
اپنے دشمنوں سے تھا ان پر تمہاری وحشت کچھ اس طرح بیٹھ گئی ہے کہ

اب وہ کبھی ہمارے قبیلے پر ہاتھ اٹھانے کی جرائت نہ کریں گے۔

ماریا بولی۔

ہاں بیٹا! وہ کبھی تم لوگوں کو تکلیف نہیں دیں گے اب تم خوشی خوشی گھر واپس جاؤ اور اپنے باپ کو جا کر اپنی خوش خبری سناؤ۔

نوجوان نے ہوا میں ہاتھ اٹھا کر ماں کی روح کو سلام کیا اور چپکے سے جنگل میں ایک طرف چلتے ہوئے غائب ہو گیا جب وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا تو ماریا بڑی خوش ہوئی کہ اس کی وجہ سے ایک نوجوان آدم خوروں کا شکار بننے سے محفوظ رہا وہ گھوڑے پر سے اتر پڑی گھوڑے کو اس نے ایک درخت کے ساتھ باندھ ڈالا تیل گرنے سے آگ خود بخود بجھ گئی تھی مگر کہیں کہیں چنگاریاں سلگ رہی تھیں ماریا اسی جگہ گھاس کا بستر بچھا کر لیٹ گئی اور نیند کا انتظار کرنے لگی رات آدھی سے زیادہ گزر چکی تھی تھوڑی دیر بعد اسے نیند نے آلیا اور وہ سو گئی۔

برے پھنسے

کاہن کی موت کے بعد صبح سویرے عنبر اپنے سفر پر روانہ ہو گیا۔ اسے وحشی ہاتھی کا خطرہ ضرور تھا مگر اسے معلوم تھا کہ صبح کے وقت ہاتھی جنگل میں بہت کم نکلتے ہیں وہ درختوں کے ایک تختے سے باہر نکل کر ایک ندی کے کنارے آ گیا جو شمال کی طرف آگے جا کر دریائے جمنا سے دوبارہ مل جاتی تھی عنبر ندی کنارے دور تک چلتا گیا پھر ایک جگہ سے اس نے ندی پار کر لی اور دوسرے تختے میں داخل ہو گیا اس تختے سے وہ دو روز کے سفر کے بعد نکل گیا اس لمبے تھکا دینے والے سفر میں ایک عرصے کے بعد اسے بستی دکھائی دی۔

یہ مٹی کے کچے گھروں کی ایک چھوٹی سی بستی تھی جس کے ارد گرد کانٹوں

دار بار لگی تھی عنبر گھوڑے پر سوار ہو کر بستی میں داخل ہوا تو لوگ اس
کے ارد گرد جمع ہو گئے عنبر نے ان سے پوچھا کہ اس بستی کا نام کیا ہے
۔؟ایک بوڑھے نے آگے بڑھ کر عنبر کو بستی کا نام بتا دیا عنبر نے پوچھا۔

بابا! یہاں سے جھیل نندن سر کتنی دور ہے۔؟

بوڑھے نے حیرانی سے پوچھا۔

بیٹا! کیا تم جھیل نندن سر جاؤ گے۔؟

ہاں بابا میرا وہاں جانا بہت ضروری ہے۔

بوڑھے نے کہا۔

بیٹا جھیل نندن سر یہاں سے بہت دور ہے اگر تم صبح شام چلتے رہو تو
دس روز کے بعد وہاں پہنچ سکو گے۔

عنبر خاموش ہو گیا پھر اس نے بڑے میاں سے پوچھا۔

بڑے میاں جی کیا اس بستی میں مجھے رات بسر کرنے کو جگہ مل جائے گی

ہاں بیٹا۔تم میرے گھر رات ٹھہر سکتے ہو میرے گھر میں سوائے میری
ایک بیٹی گنگا کے اور کوئی نہیں رہتا۔

عنبر گنگا کے گھر آ گیا یہ گھر بستی کے دوسرے گھروں کی طرح کچا اور
ایک منزلہ تھا صحن میں رواج کے مطابق تلسی کا پیڑ لگا ہوا تھا گنگا پیڑ کے
نیچے بیٹھی چرخہ کات رہی تھی بوڑھے نے گنگا سے کہا۔

بیٹی گنگا۔! یہ نوجوان بھی تمہارا بھائی ہے یہ مسافر ہے اور رات ہمارے
ہاں بسر کرے گا اس کے لئے کھانا لے آؤ۔

اچھا بابا!

گنگا اٹھ کر کھانا لینے چلی گئی عنبر تخت پوش بیٹھ گیا اور بولا۔

بابا میں نے سنا ہے کہ آگے جنگل میں آدم خور قبیلے بھی رہتے ہیں کیا یہ
سچ ہے۔؟

بڑے میاں نے کہا۔

اگر تم بیٹا مشرق کی طرف دریا کے ساتھ ساتھ چل کر سفر کرو گے تو تم
آدم خوروں سے بچ رہو گے جنگل میں کہیں کہیں ایسے وحشی لوگ آباد
ہیں جو انسانوں کا گوشت تو نہیں کھاتے لیکن خون ضرور پیتے ہیں وہ
سمجھتے ہیں کہ انسانوں کا خون پینے سے آدمی کا بدن جوان رہتا ہے
حالانکہ یہ بالکل جھوٹ ہے۔

میں دریا کے ساتھ ساتھ سفر کروں گا بابا۔

بڑے میاں نے کہا۔

کبھی کبھی اس قبیلے کے لوگ دریا پر پانی وغیرہ لینے کی غرض سے نکل
آتے ہیں مگر ایسا مہینوں میں ایک آدھ بار ہوتا ہے تمہیں چاہیے کہ اس
جنگل سے جتنی جلدی ہو سکے نکل جاؤ اس کے بعد آسام اور پھر کوہ
قاف ہمالیہ کا وہ سلسلہ شروع ہو جائے گا جہاں جھیل نندن سر واقع ہے
۔

اب گنگا کھانا لے کر آ گئی اس نے کیلے کے پتے بچھا کر کھانا ڈال دیا
کھانے میں غریبانہ چیزیں مثلاً دال، کڑھی اور مچھلی تھی مچھلی انہوں
نے گھر کے تالاب سے پکڑی تھی عنبر نے بڑے شوق سے یہ غریبوں کا
کھانا کھایا اس نے بادشاہوں کے ساتھ شاہی محلوں میں بیٹھ کر کھانا
کھایا تھا اور غریبوں کے جھونپڑوں میں بھی ایسا ہی کھانا کھایا تھا گنگا
نے یہ سارا کھانا تیار کیا تھا عنبر نے کہا۔

گنگا بہن! تم نے بے حد اچھا کھانا پکایا ہے تمہاری جس قدر بھی
تعریف کی جائے کم ہے یہ بتاؤ کہ تم نے یہ کھانا پکانا کہاں سے سیکھا۔؟

بڑے میاں نے بتایا کہ اس نے گنگا کو بچپن ہی سے اچھا کھانا پکانے
کی تربیت دی ہے اس نے کسی سے نہیں سیکھا صرف باپ اس کی مدد
کرتا رہا تھا عنبر نے پوچھا۔

کیا گنگا بہن کی شادی ہو چکی ہے۔؟

بڑے میاں نے غم ناک آواز میں کہا۔

کیا بتاؤ بیٹے گھر میں غریبی ہے اپنا پیٹ کاٹ کاٹ کر بیٹی کے لئے دو چار چیزیں سونے کی بنوائی تھیں وہ ساہوکار زمین کے سود کے بدلے لے گیا ہے اب کہاں سود ادا ہوگا اور کہاں وہ زیور چھٹیں گے بس ان کو بھی گیا ہی سمجھو۔ خالی ہاتھ تو ہماری بستی میں کوئی بھی گنگا کے ساتھ بیاہ نہیں کرے گا۔

عنبر کو بڑا صدمہ ہوا کہ کمینے ساہوکار کی وجہ سے گنگا کی شادی رکی ہوئی ہے اس نے بڑے میاں سے پوچھا۔

بابا! ساہوکار کا مکان کہاں پر ہے۔؟

بوڑھے کنوئیں کے پاس ہے۔ خیر چھوڑو ان باتوں کو بیٹا اور کچھ کھاؤ گے۔

شکریہ بابا۔!

ساری رات عنبر سوچتا رہا کہ وہ کس طرح گنگا بہن کی مدد کر سکتا ہے آخر وہ صبح کو اٹھا اور سیر کا بہانہ بنا کر بوڑھے کنوئیں کے علاقے میں آگیا اس نے ایک جگہ سے ساہوکار کے مکان کا پتہ پوچھا۔

وہ سامنے والا مکان ساہوکار کا ہے جناب۔!

عنبر چپکے سے ساہوکار کے مکان کے دروازے پر آگیا اس نے دربان سے کہا کہ اوپر جا کر پیغام دو کہ یمن سے ہیرے جواہرات کا بیوپاری آیا ہے اس عرصے میں جب کہ دربان اندر گیا عنبر نے زمین پر سے چند چھوٹے چھوٹے گول پتھر اٹھا کر انہیں ہتھیلی میں ملنا شروع کر دیا وہ دیکھتے دیکھتے ہیرے موتی بن گئے عنبر نے انہیں جیب میں ڈال لیا دربان نے آکر کہا۔

سیٹھ صاحب آپ کو اندر بلا رہے ہیں۔

عنبر اندر گیا تو ساہوکار نے اٹھ کر عنبر سے ہاتھ ملایا اور پھر سر سے لے کر

پاؤں تک دیکھا سفر کرتے کرتے عنبر کے کپڑے میلے ہو گئے تھے ساہوکار نے سوچا کہ یہ بھلا کیا یمن کا ہیرے جواہرات کا بیوپاری ہوگا !پھر بھی اس نے ادب سے کہا۔

تشریف رکھیے۔

عنبر ایک کرسی پر بیٹھ گیا ساہوکار کا کمرہ بڑا شاندار تھا ساہوکار نے بڑی بے نیازی سے کہا۔

کون سے ہیرے ہیں جی آپ کے پاس کیا میں دیکھ سکتا ہوں؟ عنبر نے اسی بے نیازی سے جیب میں سے ہیرے جواہرات نکال کر ساہوکار کے آگے رکھ دیے۔

ابھی تو یہی کچھ ہے میرے پاس۔

اتنے بڑے بڑے چمکدار اور قیمتی ہیرے دیکھ کر ساہوکار کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں اس کی ساری زندگی ہیرے جواہرات کا کام کرتے گزر گئی تھی اس نے آج تک ایسے جواہرات نہیں دیکھے تھے وہ ایک ہیرے جواہر کو بڑے غور سے ہتھیلی پر رکھ کر دیکھ رہا تھا اس نے پوچھا۔

کیا آپ ان ساروں کا وبیچنا چاہتے ہیں۔؟

اگر آپ خرید سکتے ہیں تو خرید لیجئے مگر میرا خیال صرف دو ایک ہیروں کے فروخت کرنے کا ہے کچھ ہیرے آسام کے راجہ کو تحفے میں دینا چاہتا ہوں۔

ساہوکار بڑا متاثر ہوا۔

اچھا تو آپ آسام کے راجہ کے ہاں جا رہے ہیں۔؟

جی ہاں اس کے بعد نیپال اور چین کے بادشاہوں کے پاس بھی جانے کا ارادہ ہے۔

ساہوکار عنبر سے بہت متاثر ہوا اس نے اپنے لئے دو ہیرے پسند کیے

اور پوچھا۔

آپ ان کی کیا قیمت وصول کریں گے۔

عنبر کے لئے وہ دونوں ہیرے پتھر تھے پھر بھی وہ ساہوکار سے پوری
پوری قیمت وصول کرنا چاہتا تھا ان ہیروں کی قیمت بھی بہت تھی وہ
نایاب قسم کے ہیرے تھے یعنی ایسے جواہر جو بہت کم ملا کرتے تھے عنبر
کو معلوم تھا کہ ساہوکار ان ہیروں کی قدر و قیمت سے اچھی طرح
واقف ہے اس نے کہا۔

میں ان دو ہیروں کے آپ سے دو ہزار سونے کی اشرفیاں لے لوں گا
صرف اس لئے کہ مجھے سفر کے لئے پیسوں کی ضرورت ہے۔

ساہوکار۔ بڑا خوش ہوا کیونکہ دو ہزار سونے کی اشرفیاں ان ہیروں کی
بہت کم قیمت تھی اسکا خیال تھا کہ عنبر کم از کم چھ ہزار اشرفیاں طلب
کرے گا ساہوکار نے اسی وقت ساری کی ساری رقم نقد ادا کر دی عنبر
نے دونوں ہیرے اس کے حوالے کر دیے اور اشرفیاں لے کر گنگا کے
گھر آ گیا اس نے سارے پیسے گنگا کے باپ کے آگے رکھ کر کہا۔

یہ رقم میں نے اپنا تھوڑا سا سونا فروخت کر کے حاصل کی ہے اسے
آپ قبول کر کے گنگا بہن کے بیاہ کی تیاریاں کریں اور یہی سمجھیں کہ
ایک بھائی نے اپنی بہن کو تحفہ دیا ہے۔

بوڑھے کی تو خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا اس نے اشرفیاں لے کر اسی وقت
گڑھے میں بند کر دیں عنبر نے تاکید کر دی کہ کل صبح اٹھتے ہی ساہوکار
کے ہاں جا کر گنگا کا زیور سود کے پیسے دے کر واپس لے لیا جائے عنبر
اگلے روز تک وہیں رہا بوڑھا صبح صبح رقم لے کر ساہوکار کے ہاں گیا اور
سود کے پیسے دے کر کہا۔

سیٹھ جی! میری بیٹی کا زیور واپس دے دیں اور اپنی رقم رکھ لیں۔ ساہو
کار بڑا حیران ہوا کہ بڑے میاں کہاں سے پیسے لے کر آیا بڑے

میاں نے کہا۔

سیٹھ جی! اپنا پیٹ کاٹ کر آپ کے لئے رقم جمع کی تھی بیٹی کا بیاہ کرنا ہے سوچتا ہوں مرنے سے پہلے یہ قرض بھی ادا کر دوں۔

ہاں ہاں کیوں نہیں تم نے سود کی رقم دے دی ہے تو اپنا زیور واپس لے لو ضرور واپس لے لو ہم بھلا زیور رکھ کر کیا کریں گے۔

ساہوکار کا دل تو نہیں چاہتا تھا مگر اس کو زیور واپس ہی کرنا پڑا زیور لے کر بوڑھا واپس گھر آ گیا عنبر بڑا خوش ہوا اس نے بڑے میاں کو تاکید کی کہ دو چار روز کے اندر اندر گنگا کا بیاہ کر دیا جائے اسی روز دو پہر کو عنبر وہاں سے چلا گیا دوسرے روز بڑے میاں نے برادری کے چار آدمی بلا کر گنگا کا بیاہ کر دیا اور وہ ہنسی خوشی اپنے گھر جا کر آباد ہو گئی۔

تین چار دن بعد ایک بہت امیر سوداگر قافلے کے ساتھ اس بستی میں سے گزرا اس کو ہیرے جواہرات کا بڑا شوق تھا وہ ساہوکار کے ہاں جواہرات خریدنے کی غرض سے آیا ساہوکار بڑا خوش ہوا کہ اس نے عنبر سے جو ہیر خریدے تھے اب ان کی بھاری قیمت وصول کرے گا اس نے بڑے شوق سے دونوں ہیرے سوداگر کو دکھائے ہیرے بطخ کے انڈے کے برابر تھے اور واقعی بڑے نایاب تھے سوداگر انہیں دیکھ کر بڑا خوش ہوا اس نے قیمت پوچھی تو ساہوکار نے کہا۔

قیمت تو ان کی بہت ہے مگر آپ سے میں صرف دس ہزار اشرفیاں لوں گا اس لئے کہ آپ کو ان ہیروں کی قدر ہے۔

سوداگر نے کہا۔

بہت اچھا۔ ان ہیروں کو باندھ دیں۔

سوداگر تھیلی میں سے اشرفیاں نکالنے لگا اور ساہوکار ہاتھ میں ہیرے لے کر ٹوکری میں سے ریشمی کپڑا تلاش کرنے لگا جس میں ہیروں کو

رکھنا تھا۔

ابھی ہیرے اس کے ہاتھ میں تھے کہ اچانک ان کا رنگ بدلنا شروع ہو گیا پہلے ان کی چمک ختم ہوئی پھر وہ سیاہ پڑ گئے اور پتھر کے بن گئے سوداگر حیران رہ گیا ساہوکار کی چیخ نکل گئی یہ کیا ہو گیا میں لٹ گیا لوگو۔

لوگ وہاں جمع ہو گئے کسی کو یقین نہیں آتا تھا کہ ساہوکار نے جو ہیرے اتنے مہنگے خریدے ہوں وہ پتھر بن گئے ہوں مگر اب کیا ہو سکتا تھا ہیرے پتھر بن چکے تھے اصل میں وہ تو پہلے بھی پتھر ہی تھے سوداگر اپنی رقم بچا کر واپس چلا گیا اور ساہوکار اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔

ٹھیک اسی وقت جب کہ عنبر جنگل میں سے گزر رہا تھا تو اس کی جیب میں پڑے پڑے ہیرے بھی پتھر بن گئے اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر سارے کے ساتھ پتھر باہر نکال کر پھینک دیے اور دل میں بہت ہنسا کہ اس وقت ساہوکار کا کیا حال ہو رہا ہوگا یہ ہیرے اپنا کام کر چکے تھے انہوں نے گنگا کا بیاہ کروا کر اسے ہنسی خوشی اپنے گھر پہنچا دیا تھا اب ان کی کوئی ضرورت نہیں تھی وہ بے شک پتھر بن جاتے۔

عنبر ندی کنارے مشرق کے علاقے میں کنارے کنارے چل رہا تھا رات کو وہ ندی کے ایک چھوٹے سے پل پر آ گیا یہ پل ندی کے دونوں کناروں پر ایک درخت ڈال کر بنایا گیا تھا اس نے پل کو عبور کرنے کا فیصلہ کر لیا یہاں کانٹے دار جھاڑیاں اتنی زیادہ نہیں تھیں اور زمین پر بھی لانبی لانبی گھاس نہیں اگی ہوئی تھی عنبر گھوڑے سے اتر آیا لکڑی کی صندوقچی جس میں ناگ کی لاش تھی اس نے درخت کے ساتھ لٹکا دی گھوڑے کو کھلا چھوڑ دیا تاکہ وہ جی بھر کر گھاس کھائے اور پانی پی کر تازہ دم ہو جائے زمین پر اس نے ایک جگہ بستر بچھا دیا اور خود اس پر لیٹ کر سوچنے لگا کہ ابھی کتنی دیر اور اسے سفر کرنا ہوگا بڑے

میاں کے حساب کے مطابق تو ابھی کافی دنوں کا سفر باقی تھا بہر حال اسے سفر کرنا تھا اور ضرور کرنا تھا جھیل نندن سر جا کر اس نے اپنے دوست کی لاش کے ٹکڑوں پر جھیل کا پانی چھڑکنا تھا عنبر سفر کرتے کرتے اکتا گیا تھا مگر یہ اس کے دوست کی زندگی کا سوال تھا ایک ایسا دوست جس نے اس کی خاطر اپنی زندگی خطرے میں ڈال دی تھی۔

عنبر بستر پر لیٹا یہی کچھ سوچ رہا تھا کہ اسے آہٹ سی سنائی دی اس نے سوچا کہ یہ اس کے گھوڑے کی ٹاپ کی آواز ہو گی جو قریب ہی درختوں میں گھاس چر رہا تھا مگر دوسری بار اسے کچھ لوگوں کی سرگوشیاں بھی سنائی دیں وہ چوکنا ہو گیا ضرور کچھ لوگ اس کے قریب کھڑے تھے اس نے بستر پر سے اٹھ کر جھاڑیوں میں چاروں طرف دیکھا وہاں کوئی بھی نہ تھا اس نے گھوڑے کو ایک درخت کے ساتھ باندھ دیا اور خود بستر پر آ کر لیٹ گیا مگر اب اس کے کان سرگوشیوں اور آہٹ پر لگے ہوئے تھے کافی دیر تک جنگل میں گہرا سناٹا رہا کسی قسم کی آہٹ اور سرگوشی کی آواز دوبارہ سنائی نہ دی۔

عنبر کو خیال ہوا کہ شاید یہ اسکا وہم تھا کیونکہ اگر وہ کسی کے باتیں کرنے کی آواز ہوتی تو وہ دوبارہ بھی سنائی دیتی وہ بڑے اطمینان سے آنکھیں بند کر کے سونے کی کوشش کرنے لگا ابھی اس پر غنودگی کا عالم شروع ہی ہوا تھا کہ اسے وہی آہٹ دوبارہ سنائی دی اس نے آنکھیں کھول دیں اور اندھیرے میں چاروں طرف دیکھنے لگا آہٹ کی آواز بند ہو گئی اور اب بہت دھیمی دھیمی سرگوشیاں سی سنائی دینے لگیں جیسے کچھ سانپ دور بیٹھے پھنکار رہے ہوں۔

عنبر بستر سے اٹھ بیٹھا وہ ایک بار پھر گھوڑے کے پاس گیا اسے پیار سے تھپکی دی درختوں اور کانٹے دار جھاڑیوں میں جا کر اچھی طرح دیکھا مگر وہاں اسے کوئی بھی شخص یا سانپ نظر نہ آیا وہ بڑا حیران

ہوا کہ یہ کیسی آوازیں ہیں کہ وہ لیٹتا ہے تو سنائی دیتی ہیں اور جب اٹھ کر جنگل میں گھومتا پھرتا ہے تو خاموش ہو جاتی ہیں کچھ دیر وہاں کھڑے رہنے کے بعد وہ تیسری بار بستر پر آ کر لیٹ گیا اب اسے نیند نہیں آ رہی تھی۔

وہ جاگ رہا تھا اندھیرا چاروں طرف چھایا ہوا تھا جنگل میں جھینگر بول رہے تھے آسمان پر ستارے کہیں کہیں درختوں کی شاخوں میں سے دکھائی دے رہے تھے عنبر کی آنکھیں کھلی تھیں ایک دم اس پر کسی نے جیسے ایک درخت کاٹ کر پھینک دیا وہ ہڑبڑا کر اٹھنے لگا مگر اسے محسوس ہوا کہ وہ درخت کی شاخوں میں جکڑ دیا گیا ہے اور کوشش کے باوجود ہل جل نہیں سکتا اس نے غور سے دیکھا تو وہ ایک جال تھا جو درختوں کی نرم ٹہنیوں کو جوڑ کر بنایا گیا تھا اور عنبر اس جال میں بری طرح پھنس چکا تھا اب اسے کچھ لوگوں کی آوازیں سنائی دیں جو مینڈکوں کی طرح ٹرا رہے تھے اور ایک دوسرے سے باتیں کر رہے تھے عنبر کو ان کی کوئی بات سمجھ نہیں آ رہی تھی انہوں نے عنبر کو جال سمیت اٹھا لیا اور جنگل میں روانہ ہو گئے۔

﴿ختم شد﴾

یہ لوگ کون تھے۔؟

یہ عنبر کو جال میں جکڑ کر کہاں لے گئے۔؟

ماریا اور عنبر کی ملاقات کہاں اور کن حالات میں ہوئی۔؟

کیا ماریا غائب ہی رہی یا ظاہر ہو گئی۔؟

ناگ کیسے دوبارہ زندہ ہوا۔؟

ان سب سوالوں کا جواب آپ کو اس مسلسل ناول کی اگلی قسط یعنی 19 قسط میں ملے گا۔